Postal Reg. No. L/P/GDP-1, DEC 2009

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی عَبْدِہِ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْد

وَلَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّۃٌ

جلد 57

ایڈیٹر
منیر احمد خادم

نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
محمد ابراہیم سرور

ہفت روزہ بدر قادیان
The Weekly BADR Qadian

شمارہ 3

شرح چندہ
سالانہ 300 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
20 پاؤنڈ یا 40 ڈالر امریکن
بذریعہ بحری ڈاک
10 پاؤنڈ یا 20 ڈالر امریکن

8 محرم الحرام 1429 ہجری 17 صلح 1387 ہش 17 جنوری 2008ء

اخبار احمدیہ

قادیان دارالامان: (ایم ٹی اے) سیدنا حضرت امیر المومنین مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے خیرو عافیت سے ہیں الحمدللہ۔ احباب حضور پرنور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت وسلامتی درازیٔ عمر مقاصد عالیہ میں فائز المرامی اور خصوصی حفاظت کیلئے دُعائیں جاری رکھیں۔

اللھم اید امامنا بروح القدس وبارک لنا فی عمرہ وامرہ۔

جب تم گھروں میں داخل ہونے لگو تو اپنے عزیزوں یا دوستوں پر سلام کہہ لیا کرو۔ یہ اللہ کی طرف سے بڑی برکت والی اور پاکیزہ دعا ہے

ارشاد باری تعالیٰ

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا غَیْرَ بُیُوْتِکُمْ حَتّٰی تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰی اَھْلِھَا ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ۔ (سورۃ النور: ۲۸)

''اے مومنو! اپنے گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں نہ داخل ہوا کرو جب تک کہ اجازت نہ لے لو اور (داخل ہونے سے پہلے) ان گھروں میں بسنے والوں کو سلام نہ کر لو۔ یہ تمہارے لئے اچھا ہوگا۔ اور اس (فعل) کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تم (نیک باتوں کو ہمیشہ) یاد رکھو گے''۔

''...... فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُیُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰی اَنْفُسِکُمْ تَحِیَّۃً مِّنْ عِنْدِ اللّٰہِ مُبٰرَکَۃً طَیِّبَۃً کَذٰلِکَ یُبَیِّنُ اللّٰہُ لَکُمُ الْاٰیٰتِ لَعَلَّکُمْ تَعْقِلُوْنَ۔ (سورۃ النور: ۶۲)

''پس جب تم گھروں میں داخل ہونے لگو تو اپنے عزیزوں یا دوستوں پر سلام کہہ لیا کرو۔ یہ اللہ کی طرف سے بڑی برکت والی اور پاکیزہ دعا ہے۔ اسی طرح اللہ اپنے احکام تمہیں کھول کر سناتا ہے تاکہ تم عقل سے کام لو''

وَاِذَا حُیِّیْتُمْ بِتَحِیَّۃٍ فَحَیُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْھَا اَوْ رُدُّوْھَا اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ حَسِیْبًا''۔ (سورۃ النساء 87)

''اور جب تمہیں کوئی دعا دی جائے تو تم اس سے اچھی دعا دو یا (کم سے کم) اُسی کو لوٹا دو۔ اللہ یقیناً ہر ایک امر کا حساب لینے والا ہے''۔

''یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا اِذَا ضَرَبْتُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَتَبَیَّنُوْا وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰی اِلَیْکُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا تَبْتَغُوْنَ عَرَضَ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا فَعِنْدَاللّٰہِ مَغَانِمُ کَثِیْرَۃٌ کَذٰلِکَ کُنْتُمْ مِنْ قَبْلُ فَمَنَّ اللّٰہُ عَلَیْکُمْ فَتَبَیَّنُوْا اِنَّ اللّٰہَ کَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرًا''۔ (سورۃ النساء:95)

''اور اے ایماندارو! جب تم اللہ کی راہ میں سفر کرو تو چھان بین کر لیا کرو اور جو تمہیں سلام کہے اسے (یہ) نہ کہا کرو کہ تو مومن نہیں۔ تم ورلی زندگی کا سامان چاہتے ہو۔ سو اللہ کے پاس بہت سی غنیمتیں ہیں پہلے تم (بھی) ایسے ہی تھے پھر اللہ نے تم پر احسان کیا۔ پس تم پر لازم ہے (کہ) تم چھان بین کر لیا کرو۔ جو کچھ تم کرتے ہو اس سے اللہ یقیناً آگاہ ہے''۔

''وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَی الْاَرْضِ ھَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَھُمُ الْجَاھِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا'' (سورۃ الفرقان:64)

''اور رحمٰن کے (سچے) بندے وہ ہوتے ہیں جو زمین پر آرام سے چلتے ہیں اور جب جاہل لوگ ان سے مخاطب ہوتے ہیں تو وہ (لڑتے نہیں بلکہ) کہتے ہیں کہ ہم تو تمہارے لئے سلامتی کی دعا کرتے ہیں''۔

''وَاُدْخِلَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ خَالِدِیْنَ فِیْھَا بِاِذْنِ رَبِّھِمْ تَحِیَّتُھُمْ فِیْھَا سَلٰمٌ۔'' (سورۃ ابراھیم:24)

''اور جو لوگ ایمان لائے ہوں گے اور انہوں نے (نیک اور) مناسب حال عمل کئے ہوں گے انہیں ان کے رب کے حکم سے ایسے باغوں میں جن کے (سایوں کے) نیچے نہریں بہتی ہوں گی داخل کیا جائے گا (اور) وہ ان (جنتوں) میں بسنے چلے جائیں گے اور وہاں ان کی (ایک دوسرے کیلئے یہ) دعا ہوگی۔ (کہ تم پر) سلامتی (ہو)''۔

احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

☆...... ''حضرت عبداللہ بن سلامؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔ اے لوگو! سلام کو رواج دو۔ ضرورت مند کو کھانا کھلاؤ۔ صلہ رحمی کرو اور اس وقت نماز پڑھو جب لوگ سوئے ہوئے ہوں اگر تم ایسا کرو گے تو سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے''۔

(ترمذی ابواب صفحہ القیمۃ)

☆...... حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی آنحضرت ﷺ کی خدمت میں آیا اور پوچھا کون سا اسلام افضل اور بہتر ہے آپؐ نے فرمایا: کھانا کھلانا اور ہر ملنے والے کو خواہ جان پہچان ہو یا نہ ہو سلام کرنا'' (بخاری کتاب الاستئزان باب السلام للمعرفۃ وغیر معرفۃ)

☆...... حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے میرے بیٹے! جب تم گھر جاؤ تو سلام کہو اس طرح تجھے بھی برکت ملے گی اور تیرے خاندان کو بھی''۔

(ترمذی کتاب الاستئذان باب فی التسلیم اذا دخل بیتہ)

☆...... حضرت اسامہ بن زیدؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک مجلس کے پاس سے گذرے۔ جس میں مسلمان، مشرکین، بت پرست، یہود سب ملے جلے بیٹھے تھے آپؐ نے ان کو السلام علیکم کہا''(بخاری کتاب الاستئذان باب التسلیم فی مجلس فیہ اخلاط من المسلمین والمشرکین)

فرمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام

ایک دوست نے عرض کی کہ مخالفین نے ہم کو سلام کہنا چھوڑ دیا۔ فرمایا:۔

''تم نے اُن کے سلام سے کیا حاصل کر لینا ہے۔ سلام تو وہ ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے ہو۔ خدا تعالیٰ کا سلام وہ ہے جس نے ابراہیمؑ کو آگ سے سلامت رکھا جس کو خدا کی طرف سے سلام نہ ہو بندے اس پر ہزار سلام کریں اس کے واسطے کسی کام نہیں آسکتے۔ قرآن شریف میں آیا ہے سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِیْم''

(ملفوظات جلد نہم۔ صفحہ 318)

☆☆☆☆☆

منیر احمد حافظ آبادی ایم اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر آفسیٹ پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

سِسکتا ہؤا پاکستان عذاب میں کیوں مُبتلا ہے؟!

((1))

سیدنا حضرت اقدس امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ قادیان سے ایک روز قبل 28 دسمبر 2007ء کے خطبہ میں فرمایا کہ پاکستان کے حالات انتہائی خوفناک شکل اختیار کر چکے ہیں۔ وہاں اسلام کے نام پر اسلام کے خلاف حرکتیں کی جارہی ہیں۔ اللہ کا رسول تو کہتا ہے کہ وہ مسلمان نہیں جو دوسروں کو قتل کرتا ہے اور وہاں آئے دن اسلام کے نام پر بچے یتیم ہو رہے ہیں۔ عورتوں کے سُہاگ اُجڑ رہے ہیں اور اُن کو کچھ سمجھ میں نہیں آرہا۔ حقیقت یہ ہے کہ پاکستان میں گزشتہ تین دہائیوں سے زیادہ عرصہ سے کشت و خون کا بازار گرم ہے۔ وہاں کی سڑکیں گلیاں بازار یہاں تک کہ مساجد بھی خون سے نہارہی ہیں۔ جہاد کے نام پر مسلمان مسلمان کا گلا کاٹ رہا ہے۔ جہاد کے نام پر معصوموں کو ایسی تربیت دی جارہی ہے کہ وہ جگہ جگہ پر خودکُش حملے کر رہے ہیں۔ پورا ملک کشت وخون سے تڑپ رہا ہے حضور اقدس نے یہ خطبہ جمعہ پاکستان کی سابق وزیر اعظم بے نظیر بھٹو کی ہلاکت کے ایک روز بعد 28 دسمبر کو ارشاد فرمایا تھا جس میں آپ نے اگرچہ بے نظیر کا نام تو نہیں لیا لیکن اس کی ہلاکت سے پاکستان میں جو صورتحال سامنے آئی اور جس کے نتیجہ میں کئی لوگ فساد میں ہلاک ہوئے اور اربوں روپے کی مالیت تباہ و برباد ہوئی کے مدنظر ہی یہ خطبہ تھا۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا تھا کہ یہ نہایت خطرناک صورت حال ہے۔ پاکستان کے جہادی مُلاّ پاکستان کو لگاتار ہلاکت کے گڑھے میں دھکیل رہے ہیں اور سب ہی اپنے ذاتی مفاد کے لئے اس ملک کو تباہ و برباد کرنے پر تُلے ہوئے ہیں۔

اب جبکہ یہ سطور لکھنے بیٹھا ہوں تو آج 9 جنوری کو لاہور میں ایک خودکُش حملہ کی خبر آرہی ہے جس میں ابتدائی اندازے کے مطابق تین درجن سے زائد افراد ہلاک اور ستر سے زائد زخمی ہو چکے ہیں۔ خبروں کے مطابق مغربی پنجاب کے 22 اضلاع کو فوج کے حوالے کر دیا گیا ہے ہر جگہ خون اور انسانی گوشت کے چیتھڑے بکھرے پڑے ہیں اور لوگ بدحواس ہو کر اِدھر اُدھر بھاگ رہے ہیں۔

تباہی و بربادی، کُشت وخُون اور خودکش بم دھماکے اب پاکستان کا مقدر بن چکے ہیں۔ شہریوں کی جان و مال و عزت کسی بھی طرح محفوظ نہیں۔ صورتحال یہ ہے کہ جن لوگوں نے ایک زمانہ میں جہاد کے نام پر یہ مذہبی منافرت کی مہم شروع کی تھی اور جو طالبان کو پاکستان میں لانے پر فخر محسوس کرتے تھے اور طالبان کو صحیح اسلام و شریعت کا حامی قرار دیتے تھے اور جن کو پاکستان نے اپنے ملک میں پناہ دی تھی اور جن طالبان کو مولانا فضل الرحمٰن جیسے پاکستانی مذہبی و سیاسی لیڈر اپنی طرف منسوب کرنے میں فخر محسوس کرتے تھے آج وہی ان جہادی بھائیوں سے تھر تھر کانپ رہے ہیں۔

ایک دفعہ مولانا فضل الرحمٰن صاحب اور مولانا محمد یوسف لُدھیانوی صاحب افغانستان جا کر طالبان کی تنظیم کا نظارہ دیکھ کر واپس پاکستان تشریف لائے تھے تو انہوں نے اہل پاکستان سے کہا تھا کہ اگر سچی اسلامی رُوح کہیں دیکھنی ہو تو افغانستان کے طالبان میں دیکھو اور اُن سے سبق سیکھو۔ اور یہاں تک کہا گیا کہ جلد ہی پاکستان میں بھی طالبان جیسی اسلامی قوت کو منظم کر دیا جائے گا۔ آج وہی فضل الرحمٰن صاحب طالبانی انتہا پسندی سے ڈر کر پاکستان کی حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ انہیں پوری سیکیورٹی مہیا کی جائے۔ عجیب بات ہے کہ سچے مسلمانوں اور سچے مجاہدین کی گولیوں سے اس قدر خوف کیوں ہے۔ یہی حال اس وقت پاکستان کے دیگر سیاسی و مذہبی لیڈروں کا ہے سب سہمے سہمے گھبرائے گھبرائے موت کے سایوں سے ڈر کر اِدھر اُدھر پناہ گاہیں تلاش کرنے کی فکر میں نظر آتے ہیں۔ تمام پاکستان بالخصوص قبائلی علاقے مذہبی منافرت کی آگ میں جل رہے ہیں۔ گزشتہ سال کی رپورٹ کے مطابق پاکستان میں شاید ہی کوئی دن ایسا گزرا ہوگا جس میں خودکُش بم دھماکے نہ ہوئے ہوں یہاں تک کہ عیدِ میلاد النبیؐ اور بقرعید کے مبارک دن بھی اس سے محفوظ نہیں رہے۔ پاکستان کی قومی جگہوں سے لے کر افواج پاکستان تک اور پھر وہاں کی اہم شخصیتوں پر آئے دن خودکش بم دھماکے ہو رہے ہیں ان ہی میں سے ایک دھماکہ سابق وزیر اعظم بے نظیر بھٹو پر بھی ہوا جس سے وہ جانبر نہ ہو سکیں اور جن کی وفات کے بعد پورے پاکستان میں دہشت گردی اور افراتفری کا ماحول پیدا ہو گیا۔ آگ زنی لوٹ مار اور قتل و غارت کی وارداتیں کھلے عام ہونے لگیں۔ نتیجۃً چند یوم میں درجنوں نفوس فسادات کی نذر ہو گئے اور اربوں روپے کی مالیت کا نقصان ہوا۔

مشہور صحافی ایم جے اکبر نے لکھا ہے کہ:

”پاکستانی نظامِ سیاست کو کینسر لاحق ہو چکا ہے اس کا علاج امریکہ ساز مرہم پٹی سے بھی ممکن نہیں۔“

ہمیں یاد ہے کہ ضیاء الحق نے جماعت احمدیہ کے خلاف دہشت گردی پھیلاتے ہوئے ایک موقع پر کہا تھا کہ قادیانیت ایک کینسر ہے جس کو پاکستانی معاشرے سے فنا کرنے کے ذمہ داری گویا جنرل ضیاء الحق پر ڈالی گئی ہے لیکن گوش ہوش سے سُنئے اور نظرِ عبرت سے دیکھئے کہ وہی دہشت گردی آج کینسر کے موذی جراثیم کی طرح پاکستانی معاشرے کو کھاتی چلی جارہی ہے۔ یہ خودکُش حملے جو آج پاکستان کا مقدر بن چکے ہیں ایک عذاب الیم کی شکل میں پاکستان پر نازل ہو رہے ہیں۔

اگر ہم ضیاء الحق سے پہلے کی پاکستان کی تاریخ کو دیکھیں تو ہمیں نظر آتا ہے کہ احمدیوں کے خلاف مذہب کے نام پر سب سے پہل سیاسی دہشت گردی ذوالفقار علی بھٹو نے کی تھی جس نے سیاسی ملاؤں کو خوش کرنے کیلئے 1973ء کے آئین میں ترمیم کر کے 1974ء میں احمدیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا تھا۔ لیکن افسوس کہ انہی سیاسی ملاؤں نے ضیاء الحق کے ساتھ مل کر 1974ء کے ہیرو ذوالفقار علی بھٹو کو تختہ دار پر لٹکا دیا تھا۔ تمام دنیا کے سربراہوں کی سفارشیں اس کے کام نہ آئیں اور پھر یہ عذاب صرف ذوالفقار علی بھٹو پر ہی نہیں اُترا بلکہ اس کے تمام خاندان نے اس عذاب کا مزا چکھا۔ دولڑکے دہشت گردی کا شکار ہوئے اور اب اس کی چہیتی بیٹی بے نظیر بھٹو اسی دہشت گردی کا شکار ہو چکی ہے ہمیں کہنے دو کہ لاڑکانہ کے گڑھی خدا بخش میں بھٹو کا آبائی قبرستان ایک عبرت کی زمین بن چکا ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ سرزمین پاکستان تب ہی سے شدید قسم کے عذابوں کی زمین بن چکی ہے جب سے اس کے بدنصیب ملاؤں نے خدا کے مامور سیدنا حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف گستاخی کی زبان دراز کی تھی اور جماعت احمدیہ کے معصوم عوام کو ظلم وستم کا نشانہ بنایا۔ اس سنگین ظلم میں سیاستدانوں نے بھی حصہ لیا تو سیاستدان عذاب الیم میں گرفتار ہوئے۔ مذہبی لیڈروں نے حصہ لیا تو مساجد میں خون کی ہولی کھیلی جانے لگی۔ عوام نے بھی خاموش تماشائی بن کر حصہ لیا تو آج پاکستان کی گلیوں اور بازاروں میں عوام بھی ان خودکش بم دھماکوں اور مصیبتوں کا شکار ہو کر پاگلوں کی طرح ہواس باختہ ہو کر موت سے دُور بھاگتے نظر آتے ہیں۔ لیکن بہت سوں کو موت اپنے خونی پنجوں میں دبوچ لیتی ہے کئی ہسپتالوں میں تڑپ رہے ہوتے ہیں تو کئی ذہنی طور پر مفلوج ہو کر ان مصیبت زدوں کی طرف پھٹی پھٹی آنکھوں سے دیکھ رہے ہوتے ہیں۔

اب بھی وقت ہے کہ پاکستان کے اہل دانش کو ضرور سوچنا چاہئے کہ ان پر ان عذابوں کی شروعات کب سے ہوئی کب تک وہ امن میں تھے اور کب وہ بدامنی کا شکار ہوئے۔ اور کیوں وہ دن بدن بدامنی کی گہری کھائیوں میں گرتے چلے جارہے ہیں۔ اگر وہ انصاف سے سوچیں گے تو ضرور ان کو اپنے اندر سے جواب ملے گا کہ یقیناً یقیناً یہ عذاب ان پر خدا کے مامور کی تکذیب وتوہین اور اس کی معصوم جماعت کو ستانے کی وجہ سے نازل ہو رہا ہے اور یاد رکھیں کہ جب تک وہ اس بات کو نہیں سمجھیں گے ان پر یہ عذاب پے در پے نازل ہوتا رہے گا۔

سیدنا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی کے رنگ میں فرمایا تھا کہ جب اس امام مہدی و مسیح موعود کو تم دیکھنا تو چاہے برف کے پہاڑوں پر گھٹنے کے بل گھسٹ گھسٹ کر تمہیں اس کے پاس جانا پڑے، تم ضرور اس کے پاس جانا اور اس کی بیعت کرنا۔ یہ ایک تاکیدی ارشاد تھا جس پر عمل کرنا ضروری تھا لیکن جب وہ امام مہدی آیا تو تم نے بجائے اس کو قبول کرنے کے اس کی مخالفت شروع کر دی اس سے اور اس کے ماننے والوں سے دشمنی کی۔ انہیں طرح طرح کی اذیتیں دیں۔ اس کے خلیفہ کو اپنے ملک سے نکل جانے پر مجبور کر دیا۔ ان کی تبلیغ پر روک لگادی۔ ان کی عبادتوں پر قدغن لگائی اور ان کے بُنیادی حقوق سے انہیں محروم کر دیا تب خدائے ذوالجلال نے اپنی صفت قہاری اور صفت مُنتقم کا نظارہ تم لوگوں کو دکھایا۔ اور یہ کوئی نئی بات نہیں ہے تم لوگ قرآن مجید کا مطالعہ کر کے دیکھ لو، قرآن مجید میں صاف طور پر لکھا ہے کہ خدا تعالیٰ کو اپنے سچے مامورین کیلئے غیرت ہے۔ جب بھی کوئی ان سے عداوت کرتا ہے ان کے خلاف شرارت کرتا ہے تو اللہ نے ہمیشہ ایسی قوموں پر عذاب نازل کیا ہے۔ پڑھو ہودؑ کی قوم کا حال، صالحؑ کی قوم کا حال، لوطؑ کی قوم کا حال اور دیگر نبیوں کی قوموں کے حالات۔ اور غور کرو اس الٰہی سنت پر تب تمہیں فوراً سمجھ آجائے گا۔

اللہ تعالیٰ مامورین کے منکرین پر نازل ہونے والے عذابوں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے:-

فَكُلًّا اَخَذْنَا بِذَنْبِهٖ فَمِنْهُمْ مَّنْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِ حَاصِبًا وَمِنْهُمْ مَّنْ اَخَذَتْهُ الصَّيْحَةُ وَمِنْهُمْ مَّنْ خَسَفْنَا بِهِ الْاَرْضَ وَمِنْهُمْ مَّنْ اَغْرَقْنَا وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ (العنکبوت:41)

ترجمہ: پس ہم نے ہر ایک کو اس گناہ کے سبب پکڑ لیا پس ان میں ایسا گروہ بھی تھا جن پر ہم نے کنکر برسانے والا ایک جھکڑ بھیجا اور ان میں ایسا گروہ بھی تھا جس کو ایک ہولناک گرج نے پکڑ لیا اور ان میں ایسا گروہ بھی تھا جسے ہم نے زمین میں دھنسا دیا اور ان میں ایسا بھی ایک گروہ تھا جسے ہم نے غرق کر دیا اور اللہ ایسا نہیں کہ ان پر ظلم کرتا لیکن وہ خود ہی اپنے اوپر ظلم کرنے والے تھے۔

ایک مقام پر اللہ تعالیٰ نے گروہی پھوٹ اور ایک گروہ کا دوسرے کو عذاب کا مزہ چکھانے کو بھی عذاب کی ہی ایک قسم قرار دیا ہے اور اس قسم کے عذاب میں آج کل پاکستان کے مختلف فرقے مبتلا ہیں۔ فرمایا:

قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰى اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ اَوْ يَلْبِسَكُمْ

باقی صفحہ نمبر 15 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

علوم آسمانی اور اسرار قرآنی کی واقفیت کے لئے تقویٰ پہلی شرط ہے۔ پھر کیونکر ممکن ہو سکتا ہے کہ بے ایمان، شریر، خبیث النفس، ارضی خواہشوں کے اسیر ان سے بہرہ ور ہوں۔

اہل لغت اور مفسرین کے حوالہ سے لفظ ''الحکیم'' کے مختلف معانی کا بیان اور اللہ تعالیٰ کی صفت حکیم کی پُر حکمت تشریحات

آج اگر کسی حَکَمْ نے فیصلہ کرنا ہے اور ہمیشہ سے جو حَکَمْ فیصلہ کرتا آیا ہے وہ خدا تعالیٰ کی ذات ہے اور وہی سب سے بڑا حَکَمْ ہے، منصف ہے، جج ہے جس نے فیصلے کئے ہیں اور ان کے فیصلوں کے مطابق ہم اسی دین پر قائم ہیں جو محمد مصطفی ﷺ لے کر آئے تھے اور انشاء اللہ مرتے دم تک قائم رہیں گے۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز- فرمودہ 7/دسمبر 2007ء بمطابق 7/فتح 1386 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر، الفضل انٹرنیشنل کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ- اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ- مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ إِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ-

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ- صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ.

گزشتہ چند خطبوں سے صفت عزیز کے حوالے سے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں مختلف آیات میں جو مختلف مضامین بیان کئے ہیں اُن کا ذکر کر رہا تھا۔ جیسا کہ مَیں نے صفت عَزِیز کے مضمون کے شروع میں بتایا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے صفت عَزِیز کا جہاں بیان فرمایا ہے ان آیات میں تقریباً نصف جگہ پر عَزِیْز اور حَکِیْم کو ملا کر بیان کیا ہے۔ تو آج مَیں صفت حَکِیْم کا بیان کروں گا۔ گو کہ صفت عَزِیز کے ساتھ آیات کی وضاحت میں صفتِ حَکِیْم کا بھی کچھ بیان ہو چکا ہے لیکن اس لفظ حَکِیْم کے لغوی معنی اور ان معنوں کے اللہ تعالیٰ کی ذات کے تعلق میں، یعنی لفظ حَکِیْم جب خدا تعالیٰ کی ذات کے بارے میں بولا جاتا ہے، جب اس کی صفت کا بیان ہوتا ہے، تو اس کے حقیقی معنی کیا ہیں، پہلے اس کا بیان صحیح طریقے سے نہیں ہو سکا، وہ مَیں آج مختلف لُغات اور تفسیروں سے بیان کروں گا۔

لسانُ العرب میں لکھا ہے۔ کہا گیا ہے کہ اَلْحَکِیْم حکمت والے کو کہتے ہیں۔ عربی کے الفاظ یہ ہیں کہ قِیْلَ اَلْحَکِیْمُ ذُوالْحِکْمَة یعنی حکمت والے کو حکیم کہتے ہیں اور اَلْحِکْمَة سے مراد یہ ہے کہ افضل ترین اشیاء پر، افضل علوم کے ذریعہ اطلاع پانا۔ اور اس کو بھی اَلْحَکِیْم کہتے ہیں جو مختلف امور کے اسرار و رموز کو مدنظر رکھ کر انہیں عمدگی اور مہارت سے بجالائے۔ یعنی افضل ترین اشیاء، بہترین اشیاء، مثلاً پیدائش کے لحاظ سے، خصوصیات کے لحاظ سے، بناوٹ کے لحاظ سے، مقام کے لحاظ سے، مرتبہ کے لحاظ سے، علم کے لحاظ سے، غرض ہر لحاظ سے جو بہترین چیزیں ہیں ان کا کامل علم اور مکمل طور پر احاطہ کرنا۔ یہ حکمت سے مراد ہے۔ اور پھر ان کی گہرائی تک علم حاصل کرنا اور وَالْحَکِیْم عالم اور صاحب حکمت کو بھی اَلْحَکِیْم کہتے ہیں۔ پھر لکھا ہے کہ حدیث میں قرآن کریم کی صفت اس طرح بیان ہوئی ہے کہ وَهُوَ الذِّكْرُ الْحَكِيْم یعنی یہ قرآن تمہارے لئے حاکم ہے اور تم پر حاکم ہے یا یہ ایسی محکم کتاب ہے جس میں کوئی اختلاف اور اضطراب نہیں۔ صاف احکام ہیں، کوئی ابہام نہیں، جن سے کسی قسم کے نقصان کا احتمال کرتے ہوئے انسان ڈرے۔ لیکن اس کے سمجھنے کے لئے تقویٰ شرط ہے۔ صاف دل ہونا شرط ہے۔ اس محکم کتاب کو، جو خدائے حکیم کی طرف سے نازل ہوئی، سمجھنے کے لئے اپنی استعدادوں کے مطابق حکیم ہونا ضروری ہے تب ہی اس کے محکم ہونے کی سمجھ آئے گی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قرآن کریم کو سمجھنے کے لئے ایک جگہ فرمایا ہے کہ:

''علوم ظاہری اور علوم قرآنی کے حصول کے درمیان ایک عظیم الشان فرق ہے۔ دنیوی اور رسمی علوم کے حاصل کرنے کے واسطے تقویٰ شرط نہیں ہے۔ صَرف ونحو، طبعی، فلسفہ، ہیئت وطبابت پڑھنے کے واسطے یہ ضروری امر نہیں ہے کہ وہ صوم وصلوٰۃ کا پابند ہو اور امر الٰہی اور نواہی کو ہر وقت مدنظر رکھتا ہو، اپنے ہر قول و فعل کو اللہ تعالیٰ کے احکام کی حکومت کے نیچے رکھے۔ بلکہ بسا اوقات عموماً دیکھا گیا ہے کہ دنیوی علوم کے ماہر اور طلبگار دہریہ منش ہو کر ہر قسم کے فسق و فجور میں مبتلا ہوتے ہیں۔ آج دُنیا کے سامنے ایک زبردست تجربہ موجود ہے''۔

فرماتے ہیں کہ ''یورپ اور امریکہ باوجودیکہ وہ لوگ ارضی علوم میں بڑی بڑی ترقیاں کر رہے ہیں''۔ دنیاوی علوم میں بڑی بڑی ترقیاں کر رہے ہیں۔ ''اور آئے دن نئی ایجادات کرتے رہتے ہیں لیکن ان کی روحانی اور اخلاقی حالت بہت ہی قابل شرم ہے۔ لندن کے پارکوں اور پیرس کے ہوٹلوں کے حالات جو کچھ شائع ہوئے ہیں ہم تو اُن کا ذکر بھی نہیں کر سکتے۔ مگر علوم آسمانی اور اسرار قرآنی کی واقفیت کے لئے تقویٰ پہلی شرط ہے۔ اس میں توبۃ النصوح کی ضرورت ہے۔ جب تک انسان پوری فروتنی اور انکساری کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے احکام کو نہ اٹھا لے اور اس کے جلال اور جبروت سے لرزاں ہو کر نیازمندی کے ساتھ رجوع نہ کرے قرآنی علوم کا دروازہ نہیں کھل سکتا اور روح کے ان خواص اور قویٰ کی پرورش کا سامان اس کو قرآن شریف سے نہیں مل سکتا جس کو پا کر روح میں ایک لذت اور تسلّی پیدا ہوتی ہے۔ قرآن شریف اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے اور اس کے علوم خدا کے ہاتھ میں ہیں۔ پس اس کے لئے تقویٰ بطور نَردبان کے ہے'' یعنی ایک سیڑھی کے طور پر ہے۔ ایک اوپر لے جانے والا جو کوئی ذریعہ ہے، اس طور پر تقویٰ ہے۔ اس کو سمجھنے کے لئے تقویٰ ایک انتہائی ضروری چیز ہے۔

فرماتے ہیں کہ ''پھر کیونکر ممکن ہو سکتا ہے کہ بے ایمان، شریر، خبیث النفس، ارضی خواہشوں کے اسیر، ان سے بہرہ وَر ہوں۔ اس واسطے اگر ایک مسلمان، مسلمان کہلا کر خواہ وہ صرف ونحو، معانی وبدیع وغیرہ علوم کا کتنا ہی بڑا فاضل کیوں نہ ہو، دنیا کی نظر میں شیخ الکل فی الکل بنا بیٹھا ہو لیکن اگر تزکیہ نفس نہیں کرتا تو قرآن شریف کے علوم سے اس کو حصہ نہیں دیا جاتا''۔

فرماتے ہیں ''مَیں دیکھتا ہوں کہ اس وقت دنیا کی توجہ ارضی علوم کی طرف بہت جھکی ہوئی ہے اور مغربی روشنی نے تمام عالم کو اپنی نئی ایجادوں اور صنعتوں سے حیران کر رکھا ہے۔ مسلمانوں نے بھی اگر اپنی فلاح اور بہتری کی کوئی راہ سوچی تو بدقسمتی سے یہ سوچی ہے کہ وہ مغرب کے رہنے والوں کو اپنا امام بنا لیں اور یورپ کی تقلید پر فخر کریں۔ یہ تو نئی روشنی کے مسلمانوں کا حال ہے۔ جو لوگ پرانے فیشن کے مسلمان کہلاتے ہیں اور اپنے آپ کو حامیٔ دینِ متین سمجھتے ہیں، ان کی ساری عمر کی تحصیل کا خلاصہ اور لُبّ لُباب یہ ہے کہ صرف ونحو کے جھگڑوں اور اُلجھیڑوں میں پھنسے ہوئے ہیں اور ضَآلِّیْن کے تلفّظ پر مرمٹے ہیں''۔ کہ ضَآلِّیْن کس طرح کہنا ہے۔ ''قرآن شریف کی طرف بالکل توجہ ہی نہیں اور ہو کیونکر جبکہ وہ تزکیہ نفس کی طرف متوجہ نہیں ہوتے''۔

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 282-283 جدید ایڈیشن)

تو آپؑ نے فرمایا کہ جو نئی روشنی کے چاہنے والے ہیں وہ بھی تقویٰ سے عاری ہیں اور جو اپنے آپ کو عالم سمجھتے ہیں وہ بھی تقویٰ سے عاری ہیں اور جب تک تقویٰ نہ ہو قرآنی علوم حاصل نہیں ہوتے۔

پھر اس کے معنی کے لحاظ سے مَیں آگے چلتا ہوں۔ مفردات امام راغب میں لکھا ہے کہ حکمت کا مطلب علم اور عقل کی مدد سے حق بات تک پہنچ جانا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کے صاحب حکمت ہونے سے مراد یہ ہے کہ اس کی اشیاء کے بارہ میں معرفت اور ان کو غایت درجہ تک تکمیل اور عمدگی کا حامل بنا کر وجود میں لانا۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی کسی بھی چیز اور اس کی تکمیل کے بارے میں جو معرفت ہے اس کو عمدگی کا حامل بنا کر وجود میں لانا، کوئی اس میں نقص نہ رہنے دینا۔ اور انسان کے صاحب حکمت ہونے سے مراد ہے، ان وجود میں لائی گئی اشیاء کی معرفت حاصل کر لینا

اور بھلائی کے کام کرنا۔ اللہ تعالیٰ کی پیدائش کے بارے میں معرفت حاصل کرنا، علم حاصل کرنا۔ تو دنیاوی علم حاصل کرنا بھی جو کہلاتا ہے وہ منع نہیں ہے۔ قرآن کریم میں اس کی طرف رہنمائی بھی فرمائی گئی ہے۔ لیکن تقویٰ سے عاری ہو کر صرف اسی کو سب کچھ سمجھنا اور دین کا خانہ خالی رکھنا، یہ چیز حکمت سے عاری ہے۔

پھر کہتے ہیں کہ جب اللہ کے بارہ میں کہا جائے کہ وہ حکیم ہے تو اس سے وہ معانی مراد نہیں ہوتے جو معانی کسی انسان کو حکیم کہنے سے ہوتے ہیں۔ اسی مفہوم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَلَیْسَ اللّٰہُ بِاَحْکَمِ الْحٰکِمِیْنَ (التین:09) کہ اللہ تعالیٰ سب حاکموں سے بڑھ کر حاکم ہے، یہ بھی اسی لفظ سے نکلا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مختلف لغات کے حوالے سے حکمت اور حکیم کے مختلف معنی بیان فرمائے ہیں۔ اَلْحَکِیْم کا ایک معنی عالم کا ہے۔ پھر ایک معنی صَاحِبُ الْحِکْمَۃ کے ہیں (حکمت والا)۔ ایک معنی تمام کاموں کو اچھی طرح کرنے والا۔ جس کے کاموں کو کوئی بگاڑ نہ سکے۔ اور حکمت کے معنے ہیں، عدل، علم، حلم یعنی دانائی۔ پھر ایک معنی ہیں ہر وہ بات جو جہالت سے روکے، ہر وہ کلام جو سچائی کے موافق ہو۔ بعض کے نزدیک اس کے معانی وَضْعُ الشَّیْءِ فِیْ مَوْضِعِہٖ کے ہیں۔ یعنی ہر امر کو اس کے مناسب حال طور پر استعمال کرنا۔ نیز اس کے ایک معنی صَوَابُ الْاَمْرِ وَسِدَادُہٗ ۔ بات کی حقیقت اور اس کا مغز۔ حکم جو حکیم کا مادہ ہے، اس کے معانی ہیں۔ اصلاح کی خاطر کسی کو کام سے روکنا اور اسی وجہ سے جانور کی لگام کو حَکَمَۃ کہتے ہیں۔

تفسیر کی کتاب روح المعانی میں آیت قَالُوْا سُبْحٰنَکَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا۔ اِنَّکَ اَنْتَ الْعَلِیْمُ الْحَکِیْمُ (البقرۃ:33) کی علامہ محمود آلوسی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ یہاں فرشتوں نے علم کو بکمالہٖ اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کیا اور پھر اس کے بعد اس کی صفت حکیم کا اقرار کیا کیونکہ ان پر حقیقت کھل گئی تھی۔

یہ آگے پھر تشریح کرتے ہوئے کہتے ہیں، اَلْحِکْمَۃ کے معانی ہیں: روکنا۔ اسی سے سواری کے منہ میں ڈالی جانے والی لگام کو اَلْحَکَمَۃ کہتے ہیں، کیونکہ وہ اسے کجی سے روکتی ہے۔ نیز علم کو بھی حکمت کہتے ہیں کیونکہ یہ طریق اس کام میں بگاڑ پیدا ہونے میں روک بنتا ہے اور حکیم کے معانی ہیں ذُوالْحِکْمَۃ : یعنی حکمت والا اور بعض نے حکیم کے معانی یہ کئے ہیں کہ وہ جو اپنی تمام مخلوقات کو محکم طور پر بنانے والا ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ نے اس کی تفسیر کی ہے جس کو مَیں اختصار سے یہاں بیان کرتا ہوں۔ اس آیت کو سمجھنے کے لئے گزشتہ آیات کو بھی دیکھنا ہوگا۔ یہ جو آیت تھی لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا (البقرۃ:33)، اس سے پہلی آیات ہیں۔ وَ اِذْ قَالَ رَبُّکَ لِلْمَلٰٓئِکَۃِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً ۔ قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِیْھَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْھَا وَیَسْفِکُ الدِّمَآءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِکَ وَنُقَدِّسُ لَکَ۔ قَالَ اِنِّیْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ (البقرۃ:31) یعنی اور یاد رکھ جب تیرے ربّ نے فرشتوں سے کہا کہ یقیناً مَیں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں۔ انہوں نے کہا کیا تو اس میں وہ بنائے گا جو اس میں فساد کرے اور خون بہائے۔ جبکہ ہم تیری حمد کے ساتھ تسبیح کرتے ہیں اور ہم تیری پاکیزگی بیان کرتے ہیں۔ اس نے کہا یقیناً مَیں وہ سب کچھ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔ پھر اگلی آیت میں آتا ہے کہ وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ کُلَّھَا ثُمَّ عَرَضَھُمْ عَلَی الْمَلٰٓئِکَۃِ فَقَالَ اَنْۢبِـُٔوْنِیْ بِاَسْمَآءِ ھٰٓؤُلَآءِ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ (البقرۃ:32) اور اس نے آدم کو تمام نام سکھائے۔ پھر ان مخلوقات کو فرشتوں کے سامنے پیش کیا اور کہا کہ مجھے ان کے نام بتلاؤ اگر تم سچے ہو۔ اس پر فرشتوں نے کہا کہ قَالُوْا سُبْحٰنَکَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا۔ اِنَّکَ اَنْتَ الْعَلِیْمُ الْحَکِیْمُ (البقرۃ:33) انہوں نے کہا کہ پاک ہے تُو ہمیں کسی بات کا کچھ علم نہیں سوائے اس کے جس کا تو ہمیں علم دے۔ یقیناً تو ہی ہے جو دائمی علم رکھنے والا اور بہت حکمت والا ہے۔

جیسا کہ ہم اَلْحَکِیْم کے لغوی معنی میں دیکھ آئے ہیں کہ اس کے معنی حکمت والا اور تمام کاموں کو اچھی طرح کرنے والا ہیں یعنی جسے کوئی بگاڑ نہ سکے۔ پھر اس کے معنی یہ بھی ہیں کہ بات کی حقیقت اور اس کے مغز تک پہنچنا۔ یہ تمام معنی اقرب نے کئے ہیں۔ بہر حال یہ آیت اور اس سے پہلے کی جو آیات ہیں، جو مَیں نے ابھی پڑھ کر سنائیں، ترجمہ ہم نے سن لیا ان سے اندازہ ہو جاتا ہے کہ کیا معاملہ در پیش تھا۔ اس پر فرشتوں نے کہا کہ ہمیں جتنا تُو نے سکھایا ہے اتنا ہی ہمیں علم ہے۔ پہلے انہوں نے کہا آدم کو کیوں پیدا کرنے لگا ہے؟ فساد پیدا کرنے کے لئے؟ جب اللہ تعالیٰ نے سب کچھ معاملہ سامنے رکھا تو اس پر ان کا جواب تھا، ہمیں تو وہی علم ہے جتنا تُو نے ہمیں سکھایا۔ ہم اس بات کا بہر حال احاطہ نہیں کر سکتے جو تیرے علم میں ہے کیونکہ تُو تو اَلْعَلِیْم بھی ہے اور اَلْحَکِیْم بھی۔ یعنی تُو بہت جاننے والا اور بہت زیادہ حکمت والا ہے۔ ہم نے تو ظاہری امور کو مدنظر رکھ کر یہ کہہ دیا تھا کہ آدم کی وجہ سے خونریزی اور فساد پیدا ہوگا اور فرشتوں نے بھی جو یہ کہا تھا اپنے علم کے مطابق غلط نہیں کہا تھا۔ آج دیکھ لیں دنیا میں فساد اور خونریزی بھی بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ دنیا اس سے بھری پڑی ہے تو اس کا نعوذ باللہ یہ مطلب بھی نہیں کہ فرشتوں کا علم خدا تعالیٰ سے زیادہ تھا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو یہ بتایا کہ مَیں جو خلیفہ بنانے لگا ہوں، یہ وجہ فساد نہیں ہوں گے اور فرشتوں نے فوراً سمجھ لیا۔ اس لئے انہوں نے کہا کہ اے اللہ تُو یقیناً علیم اور حکیم ہے، ہم اب سمجھ گئے ہیں کہ ابن آدم جو خونریزی کریں گے، جو فساد ہوگا اس کی ذمہ داری آدم پر نہیں ہوگی بلکہ اس کی وجہ بیرونی دشمنی یا اندرونی کمزوری ہوگی۔ وہ وجود ہوں گے جو اندرونی طور پر کمزور ہوں گے۔ تو اللہ تعالیٰ کے خلیفہ نے تو نیکیوں اور اعمال صالحہ کی تلقین کی لیکن بیرونی دشمنوں نے اس وجہ سے فساد پھیلایا کہ یہ کیا کہہ رہا ہے اور اندرونی طور پر بعض نے عمل نہ کیا جس کی وجہ سے کمزوریاں بڑھتی گئیں اور فساد پھیلتا گیا۔ تمام انبیاء کی امتوں کو بعد میں ایسے ہی مسائل کا سامنا کرنا پڑا۔ پس اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو یہ بتایا اور فرشتے اس بات کو سمجھ گئے کہ آدم کی خلافت کے نتیجے میں خونریزی اور فساد تو ہو سکتے ہیں اور ہوں گے لیکن ایسے وجودوں کا ظہور بھی ہوگا جو اللہ تعالیٰ کی متعدد صفات کے حامل ہوں گے اور خدا تعالیٰ کے مظہر ہوں گے۔ سو اللہ تعالیٰ نے اس کے مطابق آدمؑ کو صفات الٰہیہ کی تعلیم دی اور آدمؑ نے اس پر عمل کر کے بتا دیا کہ صفات الٰہیہ کا کامل ظہور بغیر ایسے معبود کے جس میں خیر اور شرّ کی طاقتیں رکھی ہوں نہیں ہو سکتا۔ پھر وہ دونوں میں سے ایک کو اختیار کرے اور خیر کی طاقتوں کو محبت الٰہی کے جذبے سے سرشار ہو کر خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لئے اختیار کرے۔ فرشتوں میں تو یہ طاقتیں نہیں ہیں انہوں نے تو وہی کرنا ہے جس کا حکم ہے۔ اس لئے کسی شاعر نے کہا ہے۔

فرشتے سے بہتر ہے انسان بننا
مگر اس میں پڑتی ہے محنت زیادہ

پس جیسا کہ پہلے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک اقتباس میں بھی ہم دیکھ چکے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی تعلیم کو سمجھنے کے لئے خیر اور تقویٰ شرط ہے اور جب یہ ہوگا تو اللہ تعالیٰ کی صفات بھی انسان اپنے اندر پیدا کر سکتا ہے۔ اور سب سے بڑھ کر یہ صفات حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے اپنے اندر پیدا کیں اور انسان کامل کہلائے۔ پس فرشتوں نے آدم کی پیدائش پر بھی یہ اقرار کیا اور ہر نبی کی پیدائش پر بھی یہ اقرار کرتے ہیں کہ ان کا علم محدود ہے اور انسان کا اُن کے مقابل پر علم لامحدود ہے اور اس بات سے انہوں نے یہ تسلیم کیا کہ اللہ تعالیٰ اَلْعَلِیْم اور اَلْحَکِیْم ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس ضمن میں ایک یہ نکتہ بھی بیان فرمایا ہے کہ آدمؑ کے واقعہ کی تفصیل بیان کرنے سے پیدائش عالم کی غرض اور حکمت بتانا مقصود ہے کہ ہر زمانے میں الہام الٰہی کا ظہور اس غرض کو پورا کرنے کے لئے ہوتا ہے اور جو لوگ نبیوں پر معترض ہیں وہ گویا اس بات پر اعتراض کر رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انسانی پیدائش کی غرض کو کیوں پورا کرنے لگا ہے۔ آج کل کے معترضین مسلمانوں میں سے بھی ہیں۔ باوجود اس کے کہ یہ آیت پڑھتے ہیں پھر سمجھتے نہیں اور یہی سمجھتے ہیں کہ ہم ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ اس بات کو ماننے سے انکاری ہیں کہ ہر زمانے میں خیر کو پھیلانے کے لئے اللہ تعالیٰ اپنے چنیدہ بندے بھیجتا ہے اور اس زمانہ میں اس نے اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھیجا ہے تو اس پر کیا اعتراض ہے۔ جو لوگ اعتراض کرتے ہیں تو پھر یہ بالواسطہ خدا تعالیٰ کی انسانی پیدائش کی غرض پر اعتراض ہے۔ پس سوچنے والوں کے لئے یہ سوچنے کا مقام ہے۔

پھر آپ نے ایک نکتہ یہ بیان فرمایا کہ جب فرشتوں نے عرض کی لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا تو اس کا صرف اتنا ہی مطلب نہیں ہے کہ ہمیں اتنا ہی علم ہے جتنا تُو نے ہمیں سکھایا بلکہ اس کی گہرائی میں دیکھیں تو یہ مطلب ہے کہ فرشتوں نے یہ اعتراف کیا کہ ہمارا علم اس طرح نہیں بڑھتا جس طرح انسان کا بڑھتا ہے اور اُسے یعنی انسان کو اِسے بڑھانے کی مقدرت بھی حاصل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو طاقت اور قدرت دی ہے۔ اور پھر فرشتوں نے اس بات سے یہ اعتراف کیا کہ ہمارے اندر وہی ایک قسم کی طاقتیں ہیں جو تُو نے ہمارے اندر رکھی ہیں اور ان طاقتوں کے ساتھ ہم انسان کے متنوع اور جامع علوم کو نہیں پہنچ سکتے۔ یعنی فرشتوں کا اقرار ہے کہ ہم سمجھ گئے ہیں کہ انسان کی پیدائش میں حکمت ہے اور انسان کے سپرد ایسا کام ہے جو ہم نہیں کر سکتے۔ اگر بعض انسان صرف شرّ پھیلانے والے ہیں تو اس پیدائش کی حکمت کا رد اس وجہ سے نہیں کیا جا سکتا۔ پھر اس متنوع قسم کے کاموں کے ساتھ جو تسبیح اور تحمید کرنے والے ہیں وہ اس میں فرشتوں سے بھی بڑھ جاتے ہیں۔

شیخ اسماعیل حقّی لکھتے ہیں کہ اَلْحِکْمَۃ وہ معارف حقّہ اور احکام شریعہ ہیں جن کے ذریعہ نفوس کی تکمیل ہوتی ہے، اَلْحَکِیْم جو حکمت و مصلحت کے تقاضے کے مطابق کام کرے۔ بزرگ و برتر اشیاء کی معرفت اعلیٰ ترین علم کے ذریعہ حاصل کرنے کو حکمت کہتے ہیں اور تمام اشیاء میں سے معزز ترین اور بالاترین خدا تعالیٰ کی ذات ہے۔ اس کے سوا کوئی دوسرا اس کی معرفت کی کنہ کو نہیں جانتا۔ پس اللہ تعالیٰ حَکِیْم ہے اس وجہ سے کہ وہ بالا اور معزز ترین اشیاء کو بلند ترین علم کے ذریعہ سے جانتا ہے۔ کیونکہ عظیم ترین علم وہ ازلی دائمی علم ہے جس کا زوال متصور نہ ہو، کوئی تصور نہ کر سکے اور وہ علم اس چیز کے حالات سے، جس کے متعلق وہ علم ہے، ایسی کامل مطابقت رکھتا ہے کہ اس میں ذرّہ بھر بھی اخفاء یا شبہ کی گنجائش نہیں ہے۔ کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں، کوئی مشتبہ نہیں اور یہ وصف صرف اللہ تعالیٰ کو ہی حاصل ہے۔ ہاں بسا اوقات ایسے شخص کو بھی حَکِیْم کہا جاتا ہے جو کسی چیز کی صنعتکاری کی باریک در باریک تفصیلات کا علم رکھتا ہو اور اس چیز کو کمال عمدگی سے بناتا ہو۔ اور اس پہلو سے بھی تمام کمال صرف اللہ تعالیٰ کو ہی حاصل ہے کیونکہ وہی حکیم مطلق ہے۔ اور جو شخص تمام اشیاء کی معرفت رکھتا ہو مگر اللہ کا عرفان نہ رکھتا ہو وہ حَکِیْم کہلانے کا مستحق نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اسے عظیم اور بزرگ ترین چیز یعنی اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل نہیں، جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ دنیاوی چیزوں میں ترقی بھی بڑی کر لی لیکن اللہ تعالیٰ کی طرف جانے کا راستہ بند ہے اس لحاظ سے وہ حکمت سے عاری ہیں۔ باوجود تمام دنیاوی ترقیوں کے اس تعریف کی رو سے ان کو حَکِیْم نہیں کہا جا سکتا۔

پھر کہتے ہیں کہ ”حکمت تمام علوم میں سے سب سے زیادہ شرف رکھنے والا علم ہے اور کسی علم کی جلالت شان معلوم (یعنی جس چیز کا علم حاصل کیا جائے اس کی شان، بزرگی اس کا جلال ہے) کی جلالت شان کے مطابق ہوتی ہے“۔ کسی علم کی جو بڑائی ہے، اس کی جو شان ہے وہ جس کے بارے میں علم حاصل کیا جائے اس کی شان کے مطابق ہوتی ہے۔ ”اور اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر تو کوئی صاحب شرف نہیں ہو سکتا۔ اس لئے جو شخص اللہ تعالیٰ کا عرفان حاصل کر لے وہ حَکِیْم ہے اگرچہ دیگر رسمی علوم میں وہ کمزور ہی ہو۔ اس کی زبان بہت روانی سے نہ چلتی

ہو۔ اس کا بیان بظاہر بہت زوردار نہ بھی ہو۔ ہاں بندے کی حکمت کی اللہ تعالیٰ کی حکمت سے نسبت ایسی ہی ہے جیسے بندے کو حاصل اللہ کی معرفت کی، خود اللہ تعالیٰ کو اپنی ذات کی معرفت سے نسبت ہے‘‘۔ یعنی حکمت کا بھی وہی معیار ہے، جس طرح کہ اللہ تعالیٰ کی حکمت بڑی وسیع ہے۔ اللہ تعالیٰ کو اپنی ذات کے بارے میں جو معرفت ہے، جو علم ہے اُتنا بندے کو تو نہیں ہو سکتا۔ پس جتنا بندے کا معیار اس علم کے حاصل کرنے کے بارے میں ہے جو اللہ تعالیٰ کی ذات کے بارے میں ہے۔ اور جو علم اللہ تعالیٰ کو اپنی ذات کے بارے میں ہے ان کے درمیان جو فرق ہے وہی انسان کی اور اللہ تعالیٰ کی حکمت کے درمیان فرق ہے۔

آگے پھر کہتے ہیں کہ ’’ لیکن اگرچہ بندے کی حاصل حکمت کو اللہ کی حکمت سے بہت دُور کی نسبت ہے لیکن پھر بھی یہ بندے کو حاصل ہونے والی حکمت تمام معرفتوں میں سے نفیس ترین اور اپنی خوبی کے اعتبار سے کثیر ترین ہے اور جسے حکمت عطا کر دی جائے تو یقیناً اسے خیر کثیر عطا کر دی گئی اور نصیحت تو صرف عقلمند ہی حاصل کرتے ہیں‘‘۔ یہ ایک آیت کی تشریح ہے جو مَیں نے پڑھی۔

پھر کہتے ہیں کہ ’’ہاں یہ بات درست ہے کہ جسے پھر اللہ کی معرفت حاصل ہو جائے اس کا کلام اس کے غیر سے مختلف ہوتا ہے۔ کیونکہ ایسا شخص چیزوں کی جزئیات میں کم ہی جاتا ہے بلکہ اس کا کلام اجمالی ہوتا ہے نیز وہ عارضی اور دنیاوی مصالح کی بجائے اُن اُمور کی طرف توجہ کرتا ہے جو عاقبت میں نفع بخش ہوتے ہیں اور جبکہ اس کے کلمات کلیۃً اللہ تعالیٰ کی معرفت کے طفیل لوگوں کے نزدیک بھی واضح ترین ہوتے ہیں اس لئے بسا اوقات لوگ اس کے کلام کے لئے حکمت کا لفظ استعمال کرتے ہیں اور اس قسم کا کلام کرنے والے شخص کے لئے حَکِیْم کا لفظ بولتے ہیں اور یہ ویسا ہی مضمون ہے جیسا کہ حضرت سید الانبیاء ﷺ کا ارشاد پاک ہے کہ رَاْسُ الْحِکْمَۃِ مَخَافَۃُ اللّٰہِ یعنی اللہ کا خوف ہی اصل حکمت ہے۔ تقویٰ ہی اصل حکمت ہے‘‘۔

حضرت ابن عباسؓ کے نزدیک حَکِیْم وہ ہے جو مجرموں کا مؤاخذہ کرتے ہوئے حکمت کے تقاضوں کو ترک نہیں کرتا۔ اس کی تشریح کر رہے ہیں کہ فَاِنْ زَلَلْتُمْ مِّنْ بَعْدِ مَا جَآءَتْکُمُ الْبَیِّنٰتُ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰہَ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ (البقرۃ: 210) تو کہتے ہیں کہ عزیز وہ ہے جو اپنے امر پر غالب ہے۔ کوئی چیز اسے تم سے نافرمانوں سے انتقام لینے سے نہیں روکتی۔ لیکن وہ حکیم بھی ہے جو مجرموں کا مؤاخذہ کرتے ہوئے حکمت کے تقاضوں کو ترک نہیں کرتا۔

پھر دوسری آیت کے بارے میں ہی بیان کرتے ہیں کہ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰھٖمُ رَبِّ اَرِنِیْ کَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰی۔ قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ۔ قَالَ بَلٰی وَلٰکِنْ لِّیَطْمَئِنَّ قَلْبِیْ۔ قَالَ فَخُذْ اَرْبَعَۃً مِّنَ الطَّیْرِ فَصُرْھُنَّ اِلَیْکَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰی کُلِّ جَبَلٍ مِّنْھُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُھُنَّ یَاْتِیْنَکَ سَعْیًا۔ وَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰہَ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ (البقرۃ: 261) کہ اور کیا تُو نے اس پر بھی غور کیا جب ابراہیمؑ نے کہا کہ اے میرے ربّ! مجھے دکھلا کہ تو مُردوں کو کیسے زندہ کرتا ہے؟ اس نے کہا کیا تو ایمان نہیں لا چکا؟ اس نے کہا کیوں نہیں؟ مگر اس لئے پوچھا ہے کہ میرا دل مطمئن ہو جائے، اس نے کہا تو چار پرندے پکڑ لے اور انہیں اپنے ساتھ مانوس کر لے۔ پھر ان میں سے ایک ایک کو پہاڑ پر چھوڑ دے پھر انہیں بلا۔ وہ جلدی کرتے ہوئے تیری طرف چلے آئیں گے اور جان لے کہ اللہ غلبہ والا اور بہت حکمت والا ہے۔

ابن عباسؓ کہتے ہیں یہاں صرف حَکِیْم کے معنی استعمال کئے ہیں کہ اپنے تمام افعال میں حکمت بالغہ سے کام لینے والا، اس کے افعال کی بنا روزمرہ کے اسباب پر نہیں کیونکہ وہ خارق عادت نشان دکھانے سے عاجز نہیں بلکہ اس کے جملہ افعال اپنے اندر بے شمار حکمتیں اور مصلحتیں لئے ہوئے ہیں۔ نشانات اللہ تعالیٰ دکھا سکتا ہے اور ایسے ایسے عجیب نشان دکھاتا ہے کہ بندہ وہاں تک پہنچ نہیں سکتا۔

اس آیت میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے نشان مانگا ہے جس کا ذکر ہے اور اس پر خدا تعالیٰ کا جواب یہ ہے جو ابھی پڑھا گیا۔ مفسرین اس کو ظاہری ایمان پر محمول کرتے ہیں اور بعض کی عجیب عجیب اس بارے میں تفسیریں ہیں۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اس کی تفسیر کی ہے۔ مَیں اس کا مختصر ذکر کرتا ہوں جو اس کی حقیقت پر روشنی ڈالتی ہے۔ اس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ دعا کی کہ احیاء موتیٰ کا کام جو میرے سپرد ہے وہ کس طرح ہو گا؟ مُردوں کو یعنی روحانی مردوں کو زندہ کرنے کا کام جو میرے سپرد ہے، وہ کس طرح ہو گا؟ تو اے اللہ! تُو ہی مجھے دکھا کہ قوم میں زندگی کس طرح پیدا ہو گی جبکہ مَیں بوڑھا ہوں اور کام بھی بے انتہا اہم ہے۔ یہ کس طرح پورا ہو گا؟ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ چار پرندے لے کر ان کو سدھا، انہیں پہاڑوں پر رکھ دے وہ تیری طرف آئیں گے۔ تو اس کی تشریح میں فرمایا کہ اس سے مراد یہ ہے کہ اپنی اولاد کی تربیت کر۔ وہ تیری آواز پر لبیک کہتے ہوئے احیاءِ دین کے کام کی تکمیل کریں گے اور یہ روحانی پرندے حضرت اسماعیل علیہ السلام، حضرت اسحاق علیہ السلام، حضرت یعقوب علیہ السلام اور حضرت یوسف علیہ السلام ہیں، ان میں سے دو کی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے براہ راست تربیت کی اور دو کی بالواسطہ۔ پہاڑ پر رکھنے سے مراد یہ ہے کہ اس کے رفیع الشان، رفیع الدرجات ہونے کی طرف اشارہ ہے۔ اور چار پرندوں کو علیحدہ علیحدہ پہاڑ پر رکھنے سے یہ بھی مراد ہے کہ احیاءِ دین چار مختلف وقتوں میں ہو گا۔ ایک تو پہلے زمانے میں ہوا۔ پھر کیونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا بھی کی تھی کہ مَیں اپنی اولاد کے بارے میں بھی یہ نشان دیکھنا چاہتا ہوں یعنی بعد میں آنے والوں میں بھی یہ نشان ظاہر ہو کہ وہ احیاءِ موتیٰ کرنے والے ہیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تمہاری قوم چار مرتبہ مُردہ ہو گی اور ہم چار مرتبہ زندہ کریں گے۔ چنانچہ حضرت موسیٰؑ کے زمانے میں پہلے یہ آواز بلند ہوئی جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آواز تھی۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ذریعہ سے آواز بلند ہوئی۔ پھر آنحضرت ﷺ کے ذریعہ سے آواز بلند ہوئی اور اب اس زمانہ میں چوتھی مرتبہ وہ آواز بلند ہوئی جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ سے بلند ہوئی۔

پس پہلا پرندہ موسوی امت تھی، دوسرا پرندہ عیسوی امت تھی اور تیسرا پرندہ آنحضرت ﷺ کی امت تھی جن پر آپؐ کا جلالی ظہور ہوا اور چوتھا پرندہ جمالی ظہور کی مظہر جماعت احمدیہ ہے جن کے ذریعہ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قلب کو راحت پہنچی اور نزدیک اور دُور کی اولاد کے زندہ ہونے کے لئے اللہ تعالیٰ نے نظارے دکھائے اور یہی خدا تعالیٰ کے عَزِیْز اور حَکِیْم ہونے کا اظہار ہے اور یہ زندہ ہونا اب ہم پر بحیثیت احمدی ایک ذمہ داری بھی ڈالتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق جو احیاء موتیٰ اس زمانے میں ہونا تھا اس نے دائمی رہنا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کی پُرحکمت تعلیم جو تقویٰ سے حاصل ہوتی ہے اس سے چمٹے رہنا ضروری ہے تاکہ ہر فرد جماعت احیاء موتیٰ کا نظارہ دکھانے والا بھی ہو اور دیکھنے والا بھی ہو۔ پس جب تک ہم تقویٰ پر قائم رہیں گے یہ نظارے انشاء اللہ دیکھتے رہیں گے۔

پھر حضرت ابن عباسؓ ایک مثال میں بیان کرتے ہیں کہ اَفَغَیْرَ اللّٰہِ اَبْتَغِیْ حَکَمًا۔ سورۃ الانعام کی 115 ویں آیت ہے۔ کہتے ہیں کہ حَکَمْ اپنے معنے کے اعتبار سے حاکم سے وسیع تر مفہوم رکھتا ہے۔ حَکَمْ اس حاکم کو کہتے ہیں جس کا کوئی ہمسر نہ ہو اور جسے اس کام کے لئے بطور خاص مختص کیا گیا ہو۔ اسی وجہ سے حَکَمْ کی صفت صرف عادل کے لئے آتی ہے، یا اس کے لئے استعمال ہوتی ہے جسے بار بار فیصلے کرنے کا موقع ملتا ہے۔

یہ جو آیت ہے اس میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ خدا تعالیٰ جو میرا حَکَمْ ہے اس کے علاوہ کسی اور کو مَیں کیوں حَکَمْ بناؤں۔ کسی اور کے پاس فیصلے کروانے کے لئے کیوں جاؤں؟ یا فیصلے کرانے کے لئے اللہ کے علاوہ دوسرے انسانوں کو کیوں بلاؤں؟ جبکہ خدا تعالیٰ نے یہ فیصلہ کر دیا ہے اور وہ سب سے زیادہ بہترین فیصلہ کرنے والوں میں سے ہے۔ مخالفین دین آج جتنا بھی شور مچاتے رہیں کہ ہم فیصلہ کرتے ہیں، ایک مومن کا یہی جواب ہونا چاہئے اور ہوتا بھی ہے کہ اَفَغَیْرَ اللّٰہِ اَبْتَغِیْ حَکَمًا (الانعام:115) یعنی اللہ تعالیٰ کے علاوہ مَیں کوئی اور فیصلے کرنے والا ڈھونڈوں؟ مجھے تو کسی دوسرے کی حاجت نہیں ہے۔ مَیں تو اس یقین سے پُر ہوں اور مَیں اس یقین پر قائم ہوں کہ اللہ جو حَکِیْم اور حَکَمْ ہے اس نے ایک ایسی پُرحکمت تعلیم کی طرف میری رہنمائی کر دی ہے اور ایسے فیصلہ کُن نشان دکھا دیئے ہیں کہ مجھے ضرورت نہیں کسی اور کے پاس جانے کی۔ جس مرضی نام نہاد عالم کی یا بڑے آدمی کی تحریریں لے آؤ جو میرے خلاف ہیں اگر خدا تعالیٰ کا فیصلہ میرے ساتھ ہے تو کوئی پرواہ نہیں کہ تم کتنا شور مچاتے ہو۔ تمہارے دنیاوی منصب تو لوگوں کی حمایت کے مرہون منت ہیں اور جب اسمبلیاں اور عدالتیں اور حکومتیں فیصلہ کرتی ہیں تو شور مچانے والوں کی اور بعض اوقات شرپسندوں کی طاقتوں کو دیکھتی ہیں لیکن میرا خدا جو غالب بھی اور حکیم بھی ہے جب فیصلہ دیتا ہے تو وہ فیصلہ ہے جو ہماری دنیا و آخرت سنوارنے والا فیصلہ ہے۔ پس ایسے خدا کے علاوہ مجھے کسی منصف کی ضرورت نہیں ہے۔ آج ہم اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ماننے والے ہیں۔ آج ہم قرآنی پیشگوئیوں کو پورا ہوتا دیکھ کر اس یقین پر قائم ہیں کہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام وہی مسیح و مہدی ہیں جن کے آنے کی پیشگوئی تھی اور خدا کی کتاب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو فوت شدہ قرار دے کر آنے والے مسیح کی آمد کا اعلان کر رہی ہے۔ خدا کی کتاب آنحضرت ﷺ کی اُمّت میں سے ہی مسیح و مہدی کی آمد کا اعلان کر رہی ہے۔ تو پھر عدالتیں یا حکومتیں یا اسمبلیاں کیا حیثیت رکھتی ہیں کہ ہم ان کے فیصلوں کو تسلیم کریں اور خدا تعالیٰ کے فیصلے کو جو اَحْکَمُ الْحَاکِمِیْن ہے ردّ کر دیں۔ پس اس فیصلے کو جو عزیز و حکیم خدا نے کیا ہے ردّ کرنے والے ردّ کئے جائیں گے۔ ہمیں زور لگانے والے، یا ہمیں کہنے والے کہ اس کو ردّ کر دو، وہ خود ردّ کئے جائیں گے اور ہم انشاء اللہ ہمیشہ کی طرح کامیابی کی منزلیں طے کرتے چلے جائیں گے۔ اس لئے چاہے وہ پاکستان کی اسمبلی ہو یا کسی اور ملک کی اسمبلی ہو ہمیں اُن کے فیصلوں کی ذرہ بھر بھی پرواہ نہیں۔ کیونکہ ان کے فیصلے تقویٰ سے عاری اور جہالت کے پلندے ہوتے ہیں۔ آج اگر کسی حَکَمْ نے فیصلہ کرنا ہے اور ہمیشہ سے جو حَکَمْ فیصلہ کرتا آیا ہے وہ خدا تعالیٰ کی ذات ہے اور وہی سب سے بڑا حَکَمْ ہے، منصف ہے، جج ہے جس نے فیصلے کئے ہیں اور ان کے فیصلوں کے مطابق ہم اسی دین پر قائم ہیں جو محمد مصطفیٰ ﷺ لے کر آئے تھے اور انشاء اللہ مرتے دم تک قائم رہیں گے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو تقویٰ پر چلتے ہوئے اس حکیم خدا کی صفتِ حکیم کو بھی اپنانے کی توفیق دے اور ہمیشہ حکمت سے چلنے والے اور خدا تعالیٰ کے احکامات پر حقیقی طور پر تقویٰ سے چلتے ہوئے عمل کرنے والے ہوں۔

ضمناً مَیں یہ بھی بتا دوں کہ آج کل ایم ٹی اے پر ایک پروگرام مولانا دوست محمد صاحب شاہد دے رہے ہیں جو 1974ء کی اسمبلی کے بارے میں حالات پر ہے۔ وہاں ماشاء اللہ بڑی حقیقت بیانی ہو رہی ہے۔ خوب کھول کھول کر ان کے کچے چٹھے بیان ہو رہے ہیں اور مخالفین کے پاس ان کا جواب نہ اُس وقت تھا جب حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ اسمبلی میں پیش ہوئے تھے، نہ آج ہے اور نہ کبھی ہو سکتا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ احمدیت ہی ہے جس نے ہمیشہ صحیح رستے پر چلتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی تمام صفات کا اظہار اپنے ہر ماننے والے پر بھی کرنا ہے اور دنیا میں بھی پھیلانا ہے۔

انفاق فی سبیل اللہ کی اہمیت و برکات

(الحاج کریم ظفر ملک ابن مولوی ظہور حسین صاحب مجاہد بخارا وروس)

(قسط:2 آخری)

سورہ جمعہ کی آیت "وَآخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ" میں آنحضرت ﷺ کی دو بعثوں کا ذکر ہے۔ چنانچہ بعثت اولیٰ امیّین میں جو آپؐ کے وجود مبارک سے پوری ہوئی اور بعثتِ ثانیہ آخرین میں ہونی تھی جو بروزی اور ظلّی رنگ میں حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ السلام کے ذریعہ پوری ہوئی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''آنحضرت ﷺ کے لیے دو بعث مقدر ہیں۔ (۱) ایک بعث تکمیل ہدایت کے لیے۔ (۲) دوسرا بعث تکمیل اشاعتِ ہدایت کے لیے اور یہ دونوں قسم کی تکمیل روزِ ششم سے وابستہ تھی...... سو ایک تو وہ روزِ ششم تھا جس میں آیت اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ نازل ہوئی اور دوسرے وہ روزِ ششم ہے جس کی نسبت لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ میں وعدہ تھا۔'' (تلخیص از تحفہ گولڑویہ روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۲۵۸، ۲۵۹)

براہین احمدیہ میں آپؑ فرماتے ہیں:

''روحانی طور پر دین اسلام کا غلبہ جو حجج قاطعہ اور براہین ساطعہ پر موقوف ہے اس عاجز کے ذریعہ مقدر ہے۔ گو اس کی زندگی میں یا بعد وفات ہو۔ اگرچہ دین اسلام اپنے دلائل حقّہ کی رُو سے قدیم سے غالب چلا آیا ہے اور ابتدا سے اس کے مخالف رسوا اور ذلیل ہوتے چلے آئے ہیں۔'' (براہین احمدیہ حصہ پنجم)

چنانچہ اب اس زمین پر جماعت احمدیہ واحد جماعت ہے جو کلمہ اسلام کی سربلندی، اشاعت، قرآن اور تعلیمات اسلام کے قیام اور حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کے نور سے دنیا کو منور کرنے کی خاطر نہ صرف مال بلکہ اپنی جانوں کا نذرانہ دینے کے لیے بے چین ہے۔

''الجماعت'' میں شامل ہونا ہم سے بے پناہ قربانیوں کا تقاضا کرتا ہے۔ نومبائعین دوستوں کی فہمائش کے لیے ''الجماعت'' کی وضاحت ضروری معلوم ہوتی ہے۔ سو میرے پیارے بزرگو اور بھائیو۔ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ نے فرمایا ہے کہ آخری زمانے میں امت کے تہتر فرقے ہو جائیں گے۔ اُن میں سے ایک ہی جنتی ہوگا اور وہ جماعت ہوگی۔ نیز فرمایا کہ وہ جماعت وہی کچھ کرے گی جو میں اور میرے صحابہ کرتے ہیں۔ پس جماعت کے لیے ایک واجب الطاعت امیر کا ہونا ضروری ہے جس کے ہاتھ پر وہ سب جمع ہوں۔ یہ اعزاز خلافت جیسی عظیم نعمت کے رنگ میں سوائے احمدیہ جماعت کے کہیں بھی نظر نہیں آتا۔ دوسری بات جو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ نے فرمائی ہے وہ وصف بھی جماعت احمدیہ میں بطریق اتم موجود ہے۔ آج تبلیغ اسلام کا سہرا خدا کے فضل سے احمدی کے سر کا تاج ہے۔ پس ''الجماعت'' میں شامل رہنا ہم سے عظیم قربانیوں کا تقاضا کرتا ہے کیونکہ کوئی بھی نظام یا تحریک مذہبی ہو یا دنیاوی مالی قربانیوں کے بغیر چل نہیں سکتی۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''دنیا میں آج تک کونسا سلسلہ ہوا ہے یا ہے خواہ دنیاوی حیثیت سے ہے یا دینی، بغیر مال کے چل سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے دنیا میں ہر ایک کام، اس لیے کہ عالم اسباب ہے، اسباب سے ہی چلایا ہے۔ پھر کس قدر بخیل اور ممسک وہ شخص ہے جو ایسے عالی مقصد کی کامیابی کے لیے ادنیٰ چیز مثلِ چند پیسے خرچ نہیں کر سکتا۔'' (الحکم ۱۰ر جولائی ۱۹۰۳ء)

قرونِ اولیٰ میں حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کے جاں نثار صحابہ کرام نے مالی و جانی قربانیاں کر کے اُس آسمانی نظام کی تکمیل فرمائی۔ اس دورِ ثانی میں جو حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ السلام کے ذریعہ قائم ہوا ہے پھر وہی تقاضے ہیں، پھر وہی مطالبے ہیں بلکہ پہلے سے بڑھ کر۔ ہمارے آقا محمد مصطفیٰ ﷺ نے اس دَور کو بہت ہی بابرکت دور قرار دیا ہے۔ فرمایا:

مَثَلُ اُمَّتِیْ مَثَلُ الْمَطَرِ لَا يُدْرٰى اَوَّلُهٗ خَيْرٌ اَمْ اٰخِرُهٗ. (ترمذی کتاب الادب باب مثل امتی مثل المطر)

کہ میری امت کی مثال اُس بارش کی ہے جس کے متعلق نہیں کہا جا سکتا کہ اُس کا آخری حصہ زیادہ مفید اور باعث خیر ہے یا پہلا حصہ۔ پھر اسی حدیث کے آخر میں فرمایا کہ وہ امت کس طرح ہلاک ہو سکتی ہے جس کے شروع میں میں ہوں اور آخر میں مسیح موعود ہوں گے۔

ظاہر ہے یہ جماعت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ہی جماعت ہے اور اس جماعت کے لیے دوسری احادیث میں خلافت علیٰ منہاج النبوت کی دائمی نعمت پانے کی خوشخبری بھی دی گئی ہے۔ الحمدللہ جماعت احمدیہ عالمگیر خلافت کے زیر سایہ آج جو غیر معمولی قربانیاں اخلاص اور فدائیت کے ساتھ انجام دے رہی ہے اُس کی نظیر سوائے آنحضرت ﷺ کے صحابہؓ کے اور کہیں نہیں ملتی۔ انفاق فی سبیل اللہ کے حوالے سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''اس زمانے میں جس میں ہماری جماعت پیدا کی گئی ہے کئی وجوہ سے اس جماعت کو صحابہ رضی اللہ عنہم سے مشابہت ہے۔ بہتیرے اُن میں ایسے ہیں کہ اپنے محنت سے کمائے ہوئے مالوں کو محض خداتعالیٰ کی مرضیات کے لیے ہمارے سلسلہ میں خرچ کرتے ہیں جیسا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم خرچ کرتے تھے۔'' (ایام الصلح)

خدا کے فضل سے آج ہر فردِ جماعت اشاعت اسلام اور آنحضرت ﷺ کی تاجداری کو قائم کرنے کی خاطر تن، من و دھن اس راہ میں دیوانہ وار قربان کرنے کے لئے تیار ہے اور بلاشبہ یہ جماعت صحابہ کرام کے نقش قدم پر چلنے کی دعویدار ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

مبارک وہ جو اب ایمان لایا
صحابہؓ سے ملا جب مجھ کو پایا
وہی مَے اُن کو ساقی نے پلا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

ایک دفعہ ڈاکٹر عبدالحکیم خان مرتد نے جماعت پر اعتراضات کیے اور کہا کہ جماعت میں صرف مولوی نورالدین ہی ہیں جو علمی آدمی ہیں۔ تو اُس کے جواب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

''آج کہتے ہیں کہ صرف ایک حکیم مولوی نورالدین صاحب اس جماعت میں عملی رنگ اپنے اندر رکھتے ہیں۔ دوسرے ایسے ہیں، ایسے ہیں۔ میں نہیں جانتا کہ آپ اس افترا کا کیا خداتعالیٰ کو جواب دیں گے۔ میں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ کم از کم ایک لاکھ آدمی میری جماعت میں ایسے ہیں کہ سچے دل سے میرے پر ایمان لاتے ہیں اور اعمال صالحہ بجالاتے ہیں...... میں دیکھتا ہوں کہ میری جماعت نے جس قدر نیکی اور صلاحیت میں ترقی کی ہے یہ بھی ایک معجزہ ہے۔ ہزارہا آدمی دل سے فدا ہیں۔ اگر آج اُن کو کہا جائے کہ اپنے تمام اموال سے دست بردار ہو جاؤ تو وہ دست بردار ہو جانے کے لیے مستعد ہیں۔'' (سیرۃ المہدی)

آج ہم واشگاف الفاظ میں اور دل کی اتھاہ گہرائیوں سے اس بات کا اعلان کرتے ہیں کہ اے صادق مسیح زمان علیہ السلام! خدا کی قسم آپ نے جو کہا ہے سچ کہا ہے۔ لیکن آج ہزاروں کی بات نہیں لاکھوں کی بات نہیں بلکہ آج کروڑوں احمدی نہ صرف اموال سے بلکہ آپؑ کی خاطر اور حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کی ناموس کی خاطر اپنی جانوں سے بھی دست بردار ہونے کو تیار بیٹھے ہیں۔ حضرت مولانا حکیم نورالدین رضی اللہ عنہ کی بات آئی تو آپ نے حضور علیہ السلام کی خدمت میں لکھا:

''اگر اجازت ہو تو میں نوکری سے استعفیٰ دے دوں اور دن رات خدمت میں پڑا رہوں۔ اگر حکم ہو اس تعلق کو چھوڑ کر دنیا میں پھروں اور لوگوں کو دین حق کی طرف بلاؤں اور اس راہ میں جان دے دوں۔ میں آپ کی راہ میں قربان ہوں۔ میرا جو کچھ ہے میرا نہیں آپ کا ہے۔ حضرت پیر و مرشد میں کمال راستی سے عرض کرتا ہوں کہ میرا سارا مال و دولت اگر دینی اشاعت میں خرچ ہو جائے تو میں مراد کو پہنچ گیا۔ مجھے آپ سے نسبت فاروقی ہے اور سب کچھ اس راہ میں فدا کرنے کے لیے تیار ہوں۔ دعا فرماویں کہ میری موت صدیقوں کی موت ہو۔'' (فتح اسلام)

آپ سب جانتے ہیں کہ جس طرح سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اول المومنین کا اعزاز پا کر سب کچھ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں پیش کیا اور اللہ تعالیٰ نے بھی آپ کو حضور ﷺ کے بعد تاج خلافت سے سرفراز فرمایا، بعینہٖ حضرت مولانا نورالدین رضی اللہ عنہ بھی اول المومنین کا اعزاز پا کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پہلے خلیفہ منتخب ہوئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جب منارۃ المسیح کی تعمیر کے لیے چندہ کی تحریک فرمائی تو حضرت منشی شادی خان صاحب نے چارپائیوں کے سوا گھر کا تمام سامان فروخت کر کے تین سو روپیہ حضور کی خدمت میں پیش کر دیا۔ اُس پر حضورؑ نے اظہار خوشنودی کے ساتھ فرمایا کہ منشی صاحب نے بھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جیسا نمونہ دکھایا ہے اور سوائے اللہ کے گھر کچھ بھی نہیں چھوڑا۔ منشی صاحب نے یہ سنا تو اُسی وقت گھر کی چارپائیاں بھی فروخت کر دیں اور رقم لا کر حضورؑ کی خدمت میں پیش کر دی۔

جماعت احمدیہ کا مالی نظام:

میں نے یہ پہلے ہی واضح کیا ہے کہ مسلم جماعت احمدیہ کا مالی نظام قرآنِ کریم اور سنت نبوی ﷺ کے تابع ہے۔ اسلام کی اشاعت اس کا مطلوب ہے۔ جب احمدیت کوئی نیا مذہب نہیں ہے بلکہ حقیقی اسلام ہے تو لازماً ہمارا مالی نظام بھی انہی خطوط پر استوار ہے اور اس کا انحصار مخلصین جماعت کے چندوں پر موقوف ہے۔ جس قدر مخلصین جماعت کی مالی قربانیاں بڑھیں گی ہمارا مالی نظام بھی مضبوط سے مضبوط تر ہوگا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام مخلصین جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''میں بار بار کہتا ہوں کہ خداتعالیٰ کی راہ میں خرچ کرو۔ یہ خداتعالیٰ کے حکم سے ہے کیوں کہ اسلام اس وقت تنزل کی حالت میں ہے۔ بیرونی اور اندرونی کمزوریوں کو دیکھ کر طبیعت بے قرار ہو جاتی ہے اور اسلام دوسرے مخالف مذاہب کا شکار بن رہا ہے...... تو کیا اب اسلام کی ترقی کے لیے ہم قدم نہ اٹھائیں؟ خداتعالیٰ نے اسی غرض کے لیے تو اس سلسلہ کو قائم کیا ہے۔ پس اس کی ترقی کے لیے سعی کرنا یہ اللہ تعالیٰ کے حکم اور منشا کی تعمیل ہے...... یہ وعدے بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں کہ جو شخص خداتعالیٰ کے لیے دے گا میں اس کو چند گنا برکت دوں گا۔ دنیا ہی میں اسے بہت کچھ ملے گا اور مرنے کے بعد آخرت کی جزا بھی دیکھ لے گا کہ کس قدر آرام میسر آتا ہے۔ غرض اس وقت میں اس امر کی طرف امت کو توجہ دلاتا ہوں کہ اسلام کی

(ماخوذ از الفضل ۲۳ رجون ۱۹۹۵ء)

اللہ تعالیٰ نے ہمیں آخرین کی جماعت میں شامل ہونے کا فخر عطا کیا ہے اور حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کی زبان مبارک سے ہمیں بہت ہی اعزاز عطا ہوا ہے۔ پس ہمارے لیے لازم ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی پیروی کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے راستے میں اپنے اموال کو پیش کریں اور اپنے اپنے مقدور کے مطابق اس راہ میں خرچ کریں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ ۹ رجون ۱۹۹۵ء والے خطبے میں ارشاد فرماتے ہیں:

''اگر غریب دو کوڑی بھی اخلاص سے دے رہا ہے اور قاعدے اور قانون کے مطابق دے رہا ہے تو وہ عزت کے لائق ہے۔''

اس موقعہ پر خاکسار کو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کی وہ حدیث یاد آئی جو حضرت ابو ہریرہؓ کی زبان سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا ایک درہم ایک لاکھ درہم سے بڑھ گیا۔ ایک شخص نے عرض کی کہ اے خدا کے رسول! وہ کیسے؟ آپ نے فرمایا ایک نہایت مالدار شخص اپنے مال میں سے ایک لاکھ درہم لے اور صدقہ کردے اور دوسرا شخص جس کے پاس کل دو درہم ہیں وہ اپنے مال میں سے ایک درہم صدقہ کردے تو قلیل المال شخص کا یہ ایک درہم کثیر المال شخص کے ایک لاکھ درہم سے اللہ کے نزدیک ثواب میں کہیں بڑھ کر ہوگا۔''

(حاکم، نسائی، ابن خزیمہ)

پس جو شخص اخلاص اور حسن نیت کے ساتھ حسب استطاعت اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرتا ہے چاہے ایک روپیہ ہی کیوں نہ ہو وہ اس کے ہاں عزت کے قابل ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل و احسان ہے کہ آج دنیا بھر میں احمدی لوگ غریب ہوں یا امیر صدق دل سے خدا کے راستے میں خرچ کرنے کی توفیق پا رہے ہیں۔ بعض احمدیوں کے اخلاص کو دیکھ کر انسان حیران رہ جاتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے یہ عاشق کس طرح دیوانہ وار چندوں کی ادائیگی میں کوشاں ہیں اور کوئی بھی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ ۴ رنومبر ۱۹۹۴ء کے خطبہ جمعہ میں فرماتے ہیں:

''قربانیوں کے بہت ہی عظیم الشان مواقع اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے۔ بعض غریب ایسے بھی ہیں جنہوں نے جن کے پاس ایک ذریعہ بائیسکل کا تھا ایک جگہ سے دوسری جگہ جانے کے لیے، وہ انہوں نے محض اپنا چندہ پورا کرنے کی خاطر جو توفیق سے بڑھ کر لکھ دیا تھا، بیچ دیا اور اُس کے نتیجے میں جو کچھ حاصل ہوا وہ جماعت کو پیش کیا اور خدا کے حضور سرخرو ٹھہرے۔ پس ایسے لوگوں سے خدا کا یہ بھی وعدہ ہے کہ میں دنیاوی اموال میں بھی تمہیں ترقی دوں گا۔''

جلسہ سالانہ انٹرنیشنل جرمنی منعقدہ ۱۹۹۴ء کے دوسرے روز حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے ممباسہ افریقہ جب اُن سے چندہ مانگا گیا تو انہوں نے کہا کہ میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔ ہاں میں ٹماٹر کی کھیتی کرتی ہوں وہ لے لو۔ چنانچہ ایک روز کے ٹماٹر اس خاتون نے پچاس شلنگ میں بیچے اور چندہ ادا کردیا۔'' اس قسم کی سینکڑوں مثالیں موجود ہیں۔ بھلا ایسی قوم کو کوئی تباہ کرسکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ کبھی نہیں۔

تاریخ کی ورق گردانی سے یہ بات واضح ہے کہ انفاق فی سبیل اللہ کا یہ سلسلہ ہر دور میں جاری رہا ہے۔ تقاضائے وقت کے تحت مخلصین جماعت نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے کرام کی پکار پر ہمیشہ لبیک کہا ہے اور نہایت درجہ اعلیٰ و عمدہ نمونے کا مظاہرہ کیا ہے۔ ایک سچے اور مخلص احمدی کے نزدیک خدا اور خدا کے ماموروں کی خوشنودی اپنے خزانوں، سونے چاندی اور دنیاوی زندگی کی ہر متاع گراں بہا سے زیادہ محبوب اور پسندیدہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج ہر احمدی نہ صرف اپنے اموال بلکہ اپنی قیمتی جانوں کا نذرانہ اس راہ میں دینے کو تیار بیٹھا ہے۔ افرادِ جماعت کی کوششیں انتھک ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں جب جماعت کا بجٹ ہزاروں کی حدود کو پھاند کر لاکھوں تک پہنچ گیا تو مخالفین احمدیت انگشت بدندان رہے۔ چنانچہ مخالف احمدیت مولوی سید محمد علی صاحب مونگھیری بانی ندوۃ العلماء نے حیرت زدہ ہوکر لکھا:

''اُن کی سعی اور کوشش اس قدر انتھک اور منظم ہے جس کو دیکھ کر ایک مسلمان کا دل لرز جاتا ہے...... ان کے پاس کوئی بنک نہیں۔ کوئی ریاست نہیں۔ صرف ایک بات ہے کہ مرزا (مراد حضرت مسیح موعودؑ) نے کہہ دیا کہ ہر مرید حسب استطاعت ماہانہ مذہب کی اشاعت کے لیے کچھ دے...... اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس کے پاس بیت المال میں لاکھوں روپیہ جمع ہوگیا۔ اُن کا ہر مرید اپنی آمدنی کا کم از کم دسواں حصہ دیتا ہے اور بعض تو تہائی اور چوتھائی قادیان بھیجتے رہتے ہیں۔'' (کمالات محمدیہ صفحہ ۲۷۵)

آج لاکھوں کی بات نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جماعت کا سالانہ بجٹ بحیثیت مجموعی ایک ارب ستر کروڑ بانوے لاکھ اور اکیاسی ہزار تھا اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے ۱۱ راگست ۱۹۹۸ء کے درس قرآن میں فرمایا:

''جماعت احمدیہ کی خدا کے فضل سے اب ایک مضبوط درخت کی سی حالت ہے۔ وہ دن گزر گئے جب کچلے جانے کا امکان تھا۔ بظاہر دشمن کو مٹانے کی مقدرت حاصل تھی لیکن کچھ نہ کرسکے۔''

۲۵ راگست ۱۹۹۵ء کے خطبہ جمعہ میں افرادِ جماعت کو مالی قربانیوں کی تحریک کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

''وقت تھوڑا ہے۔ آج قربانیاں کرلو ورنہ کل وہ دن ضرور آئے گا جب تمہیں غلبہ عطا ہوگا۔ پھر اس وقت کو یاد کروگے اور یہ وقت دوبارہ نہیں آئے گا۔ کیوں کہ آئے گا۔ وہ ایسا غلبہ ہوگا جو تمہاری جائیداد بن جائے گا۔ اس وقت جو قربانیاں کروگے اُن کا بھی خدا اجر عطا کرے گا۔ اس وقت بھی ایسی صورت حال پیدا ہوسکتی ہے کہ جہاد کے تقاضے تمہیں اپنی طرف بلائیں لیکن جو آخری نمایاں غلبے سے بعد کی قربانیاں ہیں اُن کو غلبے سے پہلے کی قربانیوں سے کوئی نسبت نہیں۔''...... اسی خطبے میں حضور انور نے یہ خوشخبری بھی سنائی:

''آج نہیں تو کل اللہ تعالیٰ احمدیت کو غلبہ عطا فرمائے گا۔''

اب وہ دن گئے کہ جماعت احمدیہ کو دنیا والے نظر انداز کریں۔ طوعاً و کرہاً سب کو جماعت کی طرف آنا ہے۔ حضور انور نے کیا خوب فرمایا:

''کیا جماعت احمدیہ اپنے رب پر حسن ظن نہ رکھے کہ خدا اُس کی طرف دوڑتا ہوا چلا آئے اور آئندہ صدیاں یہی نظارہ دیکھنا چاہتی ہیں کہ جب خدا جماعت کی طرف دوڑتا ہوا چلا آرہا ہو۔ جب اللہ دوڑ کر آئے گا۔ تو دنیا کی کیا مجال کہ جماعت احمدیہ کو نظر انداز کرے۔ جس طرف خدا دوڑتا ہوا جائے گا ساری کائنات اسی طرف دوڑے گی۔ تمام دنیا کے دل اُس طرف مائل کیے جائیں گے۔ ایک آندھی چل پڑے گی جماعت احمدیہ کے حق میں اور اُس کی تائید میں کیوں کہ آسمان سے اللہ کی توجہ اس طرف ہوگی۔'' (خطبہ جمعہ ۱۰ رجولائی ۱۹۹۸ء)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۷ رنومبر ۲۰۰۳ء کو بیت الفضل لندن میں تحریک جدید کے سال نو کا آغاز کرتے ہوئے سورۃ البقرہ کی آیت نمبر ۲۶۲ کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا ''اللہ تعالیٰ اس آیت میں لوگوں کی مثال دے رہا ہے لیکن اس سے مراد مومن ہیں۔ ایسے ایمان لانے والے جو اللہ کے دین کی خاطر خرچ کرتے ہیں اور دین کامل اب اسلام ہی ہے جیسے کہ ہم سب کو معلوم ہے اور اس زمانے میں آنحضرت ﷺ کی پیشگوئیوں کے مطابق مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت ہی حقیقت میں مومنین کی جماعت کہلانے کی حقدار ہے اور یہی مومنین کی جماعت ہے اور اس لحاظ سے فی زمانہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والے لوگوں سے مراد آپ لوگ ہی ہیں جو اس زمانے کے امام کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اپنے بہترین مال خوش دلی سے اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ ایسے نیک نیت لوگوں کو خوشخبری دیتا ہے کہ اے لوگو! تم جو میری راہ میں خرچ کرتے ہو میں تمہیں بغیر اجر کے نہیں چھوڑوں گا بلکہ طاقت رکھتا ہوں کہ تمہاری اس قربانی کو سات سو گنا تک بلکہ اس سے بھی زیادہ کرسکتا ہوں اور یاد رکھو کہ جیسے جیسے تم اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے لیے اپنا دل کھولتے جاؤ گے اللہ تعالیٰ تمہیں وسعت بھی دیتا چلا جائے گا۔ تم اس دنیا میں بھی اس کے فضلوں کے وارث ٹھہروگے اور یہ اجر صرف یہیں ٹھہر نہیں جائے گا بلکہ اگلے جہان میں بھی اجر پاؤ گے اور پھر تمہاری نسلوں کو بھی اس کا اجر ملتا رہے گا۔ اب دیکھیں ہم میں سے بہت سے ایسے ہیں جن کی کشائش، مالی وسعت ان ہمیں اپنے اندر ہمیشہ قائم رکھنا چاہیے، اجاگر کرتے رہنا چاہیے اور اس لحاظ سے بھی بزرگوں کے لیے دعائیں کرنی چاہئیں اور آئندہ نسلوں کو بھی یہ احساس دلانا چاہیے کہ بزرگوں کی قربانی کے نتیجہ میں ہمارے اوپر اللہ تعالیٰ نے بہت سارے فضل فرمائے ہیں۔''

(خطبات مسرور جلد اول صفحہ ۴۵۱، ۴۵۲)

مورخہ ۷ رجنوری ۲۰۰۵ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے مالی قربانی کے سلسلہ میں سورۂ بقرہ کی آیت نمبر ۲۶۶ کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا:

''جو لوگ چندہ دینے والے ہیں، صدقہ دینے والے ہیں ان کا اصل مقصد اللہ تعالیٰ کی رضا چاہنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے دین کی خاطر جو کچھ بھی تم خرچ کروگے اور اس کی مخلوق کی خاطر جو کچھ بھی خرچ کروگے وہ یقیناً اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کا باعث بنے گا۔ اس سے دین کو بھی مضبوطی حاصل ہوگی اور تمہارے دینی بھائیوں کو بھی مضبوطی حاصل ہوگی۔ پھر ایسے لوگوں کی مثال بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ جو لوگ اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اس سرسبز باغ کی طرح ہیں جو اونچی جگہ پر واقع ہو جہاں انہیں تیز بارش یا پانی کی زیادتی بھی فائدہ دیتی ہے۔ نچلی زمینوں کی طرح اس طرح نہیں ہوتا کہ بارشوں میں فصلیں ڈوب جائیں یا باغ ڈوب جائیں۔ یہ خراب نہیں ہوجاتے بلکہ وہ ایسے سیلابوں سے محفوظ رہتے ہیں اور زائد پانی نیچے بہہ جاتا ہے اور باغ پھلوں سے لدا رہتا ہے، اس کو نقصان نہیں پہنچتا۔ جو لوگ زمیندار ہیں زمیندارہ جانتے ہیں ان کو پتہ ہے کہ اگر پانی میں درخت زیادہ دیر کھڑا رہے تو جڑیں گلنی شروع ہوجاتی ہیں، تنے گل جاتے ہیں اور پودے مر جاتے ہیں۔ اور اسی طرح جو زمینیں پانی روکنے والی ہیں ان میں بھی یہی حال ہوتا ہے۔ تو بہر حال اس جذبہ قربانی کی وجہ سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث ٹھہرو گے۔ یہ بڑھ چڑھ کر قربانی کرنے کا جذبہ پھر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی وجہ سے اور زیادہ پھل لانے کا، تمہارے اموال و نفوس میں برکت کا باعث بنتا ہے۔ اگر کبھی حالات موافق نہ بھی ہوں، بارشیں نہ بھی ہوں، تو بھی۔ اگر زیادہ بارشیں تو بھی نقصان دہ ہوتی ہیں اور کم بارشیں ہوں تو بھی نقصان دہ ہوتی ہیں۔ لیکن ایک اچھی زرخیز زمین پر جو محفوظ زمین ہو، زیادہ بارشیں نہ بھی ہوں تو تب بھی ان کو ہلکی نمی جو رات کے وقت پہنچتی رہتی ہے یہ بھی فائدہ دیتی ہے۔ تو فرمایا کہ اگر ایسے حالات بہتر نہیں بھی تو تب بھی اللہ تعالیٰ تمہاری اس قربانی کی وجہ سے جو تم اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لیے کررہے ہو تمہاری تھوڑی کوششوں میں بھی اتنی برکت ڈال دیتا ہے کہ پھلوں کی کوئی کمی نہیں رہتی۔ اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور برکتوں کی کوئی کمی نہیں رہتی۔ تمہارا کسی کام کو تھوڑا سا بھی ہاتھ لگانا اس میں برکت ڈال دیتا ہے کیونکہ تمہاری نیت یہ ہوتی ہے کہ میں نے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنی ہے اس کی خاطر خرچ کرنا ہے۔''

(خطبات مسرور جلد سوم صفحہ ۲، ۳)

پاکستان کے حکمرانوں، سیاستدانوں، اہل فکرودانش اور عوام کے لئے

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے بعض انتباہات

جن کی صداقت پر آج سارا ملک گواہ ہے

دوسری قسط

1991ء کے بعض انتباہات:

27 ستمبر 1991ء کو حضور رحمہ اللہ نے فرمایا:

❀...... ''اس زمانہ میں عقل دنگ رہ جاتی ہے کہ پاکستان اور بعض دوسرے ملکوں میں اتنی سوچ بھی باقی نہیں رہی کہ وہ باتوں کے آپس میں رشتے تو ملا کر دیکھیں کب سے پاکستان مصیبت میں مبتلا ہوا ہے؟ جب سے احمدیوں کو اسلام سے باہر نکالا ہے۔ اسلام کے اندر اسلام کی برکت کی یہی ایک ضمانت تھی، یہی ایک تعویذ تھا جس کے نام پر اسلام کا تقدس جاری تھا اور اس تعویذ کو تو آپ نے نکال کر باہر پھینک دیا، پیچھے پھر اسلام کی برکتیں کیا، سب کچھ ہاتھ سے جاتا رہا ہے اور مسلسل اس کے بعد سے سیاست گندی سے گندی ہوتی چلی جارہی ہے، بکتی جارہی ہے۔ Horse Trading کا محاورہ ایسے کھلے کھلے استعمال ہوتا ہے جیسے روزمرّہ کی کوئی بات ہے۔ کوئی شرم وحیا کی بات ہی نہیں رہی۔ کرپشن سر سے پاؤں تک، ناخنوں تک پہنچ گئی ہے۔ کوئی زندگی کا ایسا شعبہ نہیں جہاں بددیانتی کے بغیر کام چل سکے اور بے حیائی ایسی کہ دیکھیں سب کہتے ہیں الحمدللہ اسلام آرہا ہے، اللہ کا بڑا احسان ہے کہ ہم اسلام کے قریب تر ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ کہاں اسلام کے قریب ہو رہے ہیں؟ کسی نے کبھی نہیں سوچا۔ اگر یہ ساری بدبختیاں اسلام ہیں تو نعوذ باللہ من ذلک اس اسلام سے تو دوری بہتر ہے۔ لیکن خدا گواہ ہے کہ یہ اسلام نہیں ہے۔ یہ بدبختیاں تمہاری شامت اعمال ہیں۔ تم نے احمدیوں پر مظالم کر کے اسلام سے جو دوری اختیار کی ہے یہ اس کی سزا ہے ورنہ اسلام سے قرب کی تو خدا سزا نہیں دیا کرتا۔ اسلام سے قرب کی تو جزا ہوتی ہے۔ پس یہ ساری مصیبتیں جو تم پر نازل ہورہی ہیں تمہیں کون سمجھائے اور کیسے سمجھائے کہ اسلام سے قرب کے نتیجہ میں نہیں بلکہ اسلام سے دوری کے نتیجہ میں ہیں۔ اسلام کے بنیادی حسین منصفانہ قوانین کو تم نے بالائے طاق رکھ دیا بلکہ بھاڑ میں جھونک دیا اور کبھی تم نے ضمیر کی ادنیٰ سی کسک بھی اپنے دل میں محسوس نہیں کی کہ ہم کیا کر رہے ہیں؟ مقدس اسلام کو کیسے استعمال کر رہے ہیں؟ اور منکرٌ فی آیا تنا ہے کہ وہ جاری ہے اور مسلسل چلتا چلا جارہا ہے''۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ 27 ستمبر 1991ء)

1992ء کے بعض انتباہات:

8 مئی 1992ء کے خطبہ جمعہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے فرمایا:

❀...... ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَمَا کَانَ رَبُّکَ لِیُھْلِکَ الْقُرٰی بِظُلْمٍ وَّاَھْلُھَا مُصْلِحُوْنَ (سورۃ ہود آیت 118)۔ فرمایا: اگر ہمارے عذاب سے کسی بستی نے بچنا ہے تو ان کے اہل کو مُصْلِحُوْن ہونا پڑے گا۔ یہ نہیں فرمایا کہ شریعت کا قانون جاری کرنا پڑے گا۔ اگر لوگ بدبخت ہیں، لوگ گندے ہیں، ظالم ہیں، سفاک ہیں تو شریعت کا قانون کیسے ان کو بچا سکتا ہے۔ شریعت کا قانون تو جاری ہو چکا ہے ان بے وقوفوں کو یہ بھی سمجھ نہیں آ رہی۔ وہ انہوں نے جا کر تھوڑا کرنا ہے۔ وہ تو چودہ سو سال پہلے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر نازل ہو کر جاری ہو چکا ہے اور اس قانون پر عمل کرنے سے دنیا کی کوئی حکومت روک نہیں رہی...... اگر مسلمان شریعت پر عمل نہیں کر رہے اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی شریعت پر عمل نہیں کر رہے تو ضیاء یا نواز شریف کی شریعت پر کیسے عمل کریں گے۔

کیا یہ خدا سے بڑے لوگ ہیں۔ ان کو علم ہے کہ شریعت تو محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم) پر خدا کی طرف سے نازل ہوئی تھی۔ پھر بھی اگر وہ عمل نہیں کر رہے اور یہ انتظار کر رہے ہیں کہ ضیاء یا نواز شریف کا قانون جاری ہو تو ہم پھر عمل شروع کریں تو اس شریعت پر عمل کرنے سے تو بہتر ہے کہ جہنم میں چلے جائیں کیونکہ جو شریعت خدا کی خاطر نہیں بلکہ بندے کی خاطر اطلاق پاتی ہے تو اس شریعت کی کوئی بھی حقیقت نہیں۔ وہ شرک ہے۔ پس یہ بے وقوفی کی حد ہے۔ اس قوم کو اگر بچنا ہے تو وہی نسخہ استعمال کرنا ہوگا جو قرآن کریم نے بیان فرمایا ہے۔ وہاں نفاذ شریعت کا حکومت کے تعلق میں کوئی ذکر نہیں ملتا۔ نفاذ شریعت کا بندوں، انسانوں کے تعلق میں ذکر ملتا ہے۔ فرمایا ہے لوگ مصلح بن جائیں گے، اپنی اصلاح کریں گے اور دوسروں کی اصلاح کریں گے تو ہم وعدہ کرتے ہیں کہ وہ بچائے جائیں گے''۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ 8 مئی 1992ء)

20 نومبر 1992ء کے خطبہ جمعہ میں حضور رحمہ اللہ نے فرمایا:

❀...... ''قائداعظم بہت صاحب فراست انسان تھے۔ باتوں کی چالاکی ان کو نہیں آتی تھی۔ لیکن عقل میں تقویٰ تھا۔ یہ مُلاں ان پر اعتراض کرتے ہیں اور حملے کرتے ہیں کہ یہ غیر مسلموں کی طرح تھا۔ تقویٰ ایسی چیز ہے کہ اگر غیر مسلم میں بھی ہو تو اس کی عقل کو جلا بخش دیتا ہے۔ اور اگر نہ ہو تو کتنا بڑا پکا مسلمان ہو اس کے اندر اندھیرے ہی پلیں گے، اس سے زیادہ اور کچھ اس سے توقع نہیں رکھ سکتے۔ تو قائداعظم نے مُلاں سے صلح نہیں کی۔ مُلاں کی دھمکیوں سے مرعوب نہیں ہوئے۔ یعنی اس حد تک کہ اصولوں کے سودے کرلیں۔ قائداعظم نے اپنی زندگی میں جتنے فیصلے کئے ہیں ان کا تنقیدی نظر سے مطالعہ کر کے دیکھ لیجئے ایک بھی فیصلہ ایسا نہیں ہے جس کی بنیاد تقویٰ پر نہ ہو۔ ایک سربراہ کا تقویٰ یہ ہوتا ہے کہ وہ فیصلہ وہ کرے جو اس کے نزدیک واقعۃً قوم کے لئے جائز اور درست ہے اور اخلاق کے اعلیٰ اصولوں کے منافی نہیں ہے۔ اس پہلو سے قائداعظم کا ہر فیصلہ ہر شک سے بالا تھا اور ہر قسم کی تنقید سے بالا تھا۔ مولویوں سے دیکھ لیجئے انہوں نے اس بات پر ٹکر لی کہ مولوی کہتے تھے احمدیوں کو غیر مسلم قرار دے دو ہم تمہاری جوتیاں چاٹیں گے۔ قائداعظم کو اپنی جوتیاں چٹوانے کا کوئی شوق نہیں تھا۔ یہ بھی تقویٰ کی ایک علامت ہے۔ ان کو کوئی پروا نہیں تھی کہ کوئی ان کی تعریف کرتا ہے یا نہیں کرتا۔ لیکن انہوں نے کہا کہ مَیں اس اصول کو تسلیم ہی نہیں کر سکتا، قوم پھٹ جائے گی۔ جو شخص اپنے آپ کو مسلمان کہے گا ملّی تعریف کی رُو سے وہ مسلمان کہلائے گا۔ مَیں ایک سیاستدان ہوں۔ مجھے مذہبی تعریف کی باریکیوں سے کوئی دلچسپی نہیں ہے، نہ میرا کام ہے۔ اللہ جس کو چاہے مسلم قرار دے اور جس کو چاہے غیر مسلم قرار دے۔ مگر میرے نزدیک ملت کے لئے مسلمان کی ایک ہی تعریف قابل قبول ہو سکتی ہے۔ جو شخص اپنے آپ کو مسلمان کہے گا وہ مسلمان ہے، جو نہیں کہتا وہ نہیں ہے، چھٹی کرے۔ ہر شخص آزاد ہے جو چاہے کرے۔ اتنی سی بات پر وہ اڑ گئے۔ انہوں نے کہا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ مَیں اس پر کوئی سودا کروں۔ مولویوں نے لالچیں دیں۔ طرح طرح کی دھمکیاں دیں۔ یہ کہا کہ ساری قوم آپ کے قدموں میں لا ڈالیں گے، آپ کے خادم بن جائیں گے، آپ کے گن گائیں گے، قیامت تک آپ کا جھنڈا بلند رکھیں گے۔ لیکن قائداعظم نے ایک ذرّہ بھی ان لوگوں کی طرف توجہ نہیں کی، ثابت قدم رہے اور دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ کا اُن کے ساتھ کیسا شان کا سلوک تھا کہ ان سب مولویوں کے پاؤں تلے سے زمین نکال دی۔ سارے مولوی جھوٹے کر دیئے۔ جب یوم حساب آیا ہے تو ان کے پیچھے چلنے والا کوئی بھی باقی نہیں رہا۔ ساری قوم قائداعظم کے پیچھے چل پڑی۔ اب بھی پاکستان کے مسائل کا دراصل یہی حل ہے''۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ 20 نومبر 1992ء)

11 دسمبر 1992ء کے خطبہ جمعہ میں فرمایا:

❀...... ''جب خدا کے گھر کا تقدس لوٹنے والوں سے ایک جگہ تم محبت اور پیار کا سلوک کرتے ہو، ان کو اپنی تائید مہیا کرتے ہو، ان کی پشت پناہی کرتے ہو تو کل جب تمہارے ساتھ یہ ہوگا تو کس طرح خدا سے توقع رکھتے ہو کہ خدا کی تقدیر تمہاری پشت پر آ کر کھڑی ہوگی۔

یہ تقدیریں وہی ہیں جو ہمیشہ سے اسی طرح چلی آ رہی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بار بار متنبہ کیا کہ دیکھو تم جو حرکتیں کر رہے ہو یہ ضائع نہیں جائیں گی۔ خدا کی تقدیر ضرور تمہیں پکڑے گی۔

قرض ہے واپس ملے گا تم کو یہ سارا ادھا

تم اپنی مستقبل کی تقدیر بنا رہے ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ آج کا خائن عالم ہے جو کل کے مسلمانوں کی بربادی کا ذمہ دار ہے اور کل کا خائن عالم تھا جو آج کے مسلمانوں کی بربادی کا ذمہ دار ہے۔ اس خائن کو پکڑو، اس سے حساب لو۔ اگر تم اس خائن سے حساب لو گے تو خدا تعالیٰ کی تقدیر تمہاری تائید میں اٹھ کھڑی ہوگی اور تمہارے مخالفوں سے حساب لیا جائے گا۔ ورنہ تم تو خود حساب دینے کے مقام پر آ کھڑے ہو گئے ہو۔ ایک واقعہ نہیں، دو واقعہ نہیں، بار بار مساجد کی بے حرمتی کی گئی، ان کو ظلموں کا نشانہ بنایا گیا۔ عبادت کرنے والوں کو رستوں میں گھسیٹا گیا، ان کو مارا گیا، ان کو اس بات کی سزا دی گئی کہ کیوں تم خدا کی عبادت کر رہے تھے۔ اور اب جب یہ سب کچھ ہو رہا ہے تو اچانک غیرت دینی اٹھ کھڑی ہوئی ہے...... پاکستان میں ایک انگلی نہیں اٹھی جس نے اتنی مسجدوں کی شہادت کے وقت ان ظالموں اور بدکرداروں کو روکنے کی کوشش کی ہو۔ لیکن بنگلہ دیش میں ایک شرافت ضرور ہے کہ بنگلہ دیش کے اخباروں اور دانشوروں اور سیاستدانوں نے ان واقعات کی مذمت ضرور کی ہے۔ آگے بڑھ کر روکنے کی توفیق نہیں تھی تو مذمت ضرور کردی۔ گویا ایمان کے ادنیٰ تقاضے تو ضرور پورے کر دیئے...... اگر تم باز نہیں آؤ گے، اپنی اصلاح نہیں کرو گے اور خدا کے تعلق کی بنا پر اپنی سوچ کی، اپنی قدروں کی اصلاح نہیں کرو گے، اگر اپنے قبلے درست نہیں کرو گے تو اسی طرح بھٹکتے رہو گے۔ اسی طرح ظلم کا شکار رہو گے''۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ 11 دسمبر 1992ء)

1993ء کے بعض انتباہات:

8 جنوری 1993ء کے خطبہ جمعہ میں فرمایا:

❀...... ''سیاستدانوں کو سمجھانے کی ضرورت ہے کہ تم عقل اور شعور سے کام لو۔ قوم کے دُور کے مفادات کی بات سوچو ورنہ تم لوگ سارے پیس دیے جاؤ گے، تمہاری داستانیں مٹ جائیں گی۔ یہ وہ دور ہے جب کہ تیسری دنیا کے سیاستدان کو باشعور ہو کر عالمی مسائل کو سمجھتے ہوئے ان کے حوالے سے اپنی سیاست کو درست خطوط پر چلانا ہوگا۔

...... ہر شخص کا یہ حق ہے کہ وہ اس بات کا پیغام دوسرے کو پہنچائے جس کو وہ سچائی سمجھتا ہے۔ اس کے نتیجہ میں اگر فساد برپا ہوتا ہے تو فساد برپا کرنے والے اس کے ذمہ دار ہیں۔ خدا اور خدا کے نبی اس کے ذمہ دار نہیں۔ پس اگر اس اصول کو سمجھ کر دنیا میں انصاف قائم کرنا ہے اور مذہبی آزادی کا حق دینا ہے تو تمام مذہبی فساد دنیا سے مٹ سکتے ہیں کیونکہ اس صورت میں اگر ایک کروڑ آدمی بھی ایک معصوم آدمی کے درپے ہوں گے تو ارباب حکومت جب تک اس حکومت پر فائز ہیں وہ ایک کروڑ کی مخالفت کریں گے اور اس ایک کے حق میں بولیں گے۔ کیونکہ جب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خون طائف میں بہایا جارہا تھا تو تمام دنیا کے اربوں انسان بھی اگر اس وقت آپؐ کے مخالف ہوتے تو خدا اور اس کے فرشتے ایک محمدؐ کی تائید میں کھڑے ہو جاتے اور ان کروڑوں کو جھوٹا قرار دیتے اور ہلاک ہونے کے لائق قرار دیتے۔ یہ انصاف کا قانون ہے جو مذہب کی دنیا میں لازماً لاگو کرنا ہوگا۔ اس کے بغیر مذہبی دنیا میں امن قائم ہو ہی نہیں سکتا''۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ 8 جنوری 1993ء)

1994ء کے بعض انتباہات:

14 مارچ 1994ء کے خطبہ جمعہ میں فرمایا:

❀...... ''مَیں تمہیں خدا کے غضب سے ڈراتا ہوں اور خدا کی قسم مَیں تمہیں خدا کے غضب سے پھر ڈراتا ہوں۔ اگر تم خدا کے سامنے ایسے باغیانہ رویّے سے باز نہیں آئے تو وہ ضرور تم سے نپٹے گا۔ اور ہماری ہمدردی کی دعائیں بھی تمہارے کسی کام نہیں آئیں گی۔ مگر مَیں جماعت کو تلقین کرتا ہوں کہ ان لوگوں کی بقا کی خاطر ان لوگوں کو عذاب سے اور عذاب الیم سے بچانے کے لئے دعائیں ضرور کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو عقل دے اور ہوش دے اور ظالمانہ رویّے تبدیل کئے جائیں۔ آراء میں تبدیلیاں پیدا ہوں اور جو ظلم مسلّط ہے وہ ظلم اللہ تعالیٰ کاٹ کر الگ پھینک دے۔ اب تو یہی چل رہا ہے کہ بظاہر مُلاّں کا نام لیا جاتا ہے۔

مگر ہمیشہ سیاست ہے جو احمدی خون اور احمدی عزت کو مُلاّں کے ہاتھوں میں فروخت کرتی ہے۔ مَیں نے ہمیشہ دیکھا ہے جب بھی ایسی خبر آتی ہے کوئی کہ دیکھو آٹھویں ترمیم کو مٹانے کا فیصلہ کرلیا گیا اور پوری کی پوری جائے گی تو مجھے فوراً سمجھ آجاتی ہے کہ بڑا خطرہ درپیش ہے۔ بعض احمدی بھولے پن میں مجھے لکھتے ہیں کہ الحمدللہ وہ وقت آگیا کہ جب جماعت کے اوپر لٹکی ہوئی آٹھویں ترمیم کی تلوار جو ہے وہ کاٹ کر الگ پھینک دی جائے گی۔ مَیں ان کو سمجھاتا ہوں بھولے بچو! خدا کا خوف کرو یہ سودا کیا جارہا ہے مارکیٹ میں۔ اعلان کیا جارہا ہے، مُلاّں کو مخاطب کر کے بتایا جارہا ہے۔ یہ ایک چیز ہمارے ہاتھ میں ہے اگر تم باز نہ آئے اور ہم سے تعاون نہ کیا تو پھر ہم یہ بھی کر سکتے ہیں۔ یہ جو وہ اعلان کرتے ہیں اس کی مثال تو سودا کے اس فقرے کی یاد دلاتی ہے کہ ''لانا بے غنچے میرا قلمدان''۔

تو یہ سیاستدان عقلمدان مانتے ہیں۔ اگر تم نے ہم سے تعاون نہ کیا تو ہمارے ہاتھ میں قلم ہے اور نوشتہ تقدیر ہمارے ہاتھ میں آج تھمایا گیا ہے۔ ہم نے اس قلم سے اگر تمہاری امیدوں پر سیاہی پھیر دی تو پھر نہ کہنا ہمیں خبر دار نہیں کیا تھا۔ چنانچہ ہمیشہ بلا استثناء اس ''لا نا بے غنچے میرا قلمدان'' کی آواز سن کر مولوی دوڑا چلا جاتا ہے ان کی چوکھٹوں پر سجدے کرتا ہے۔ کہتا ہے جو مرضی کرلو ہم حاضر ہیں تعاون کریں گے۔ حکومتیں الٹانے میں تمہارے ساتھ ہوں گے لیکن احمدیوں کے متعلق یہ جو تحریر لکھی گئی ہے اس کو منسوخ نہ کریں۔ ایک تو یہ قلم ہے جس کی بات کرتے ہیں۔ ایک صاحب لوح وقلم بھی تو ہے جس کے ہاتھ میں لوح بھی ہے اور قلم بھی ہے، جس کی لکھی ہوئی تقدیر کو کوئی کاٹ نہیں سکتا اور کوئی باطل نہیں کرسکتا۔ میں اس خدائے لوح وقلم سے تمہیں ڈراتا ہوں۔ خدا کی قسم اگر تم نے اپنے قلم کا غلط استعمال بند نہ کیا تو خدا کا قلم تمہاری قوموں پر تمہاری ذات پر تنسیخ کا نقش پھیر دے گا۔ تم تاریخ کا حصہ بن جاؤ گے اور دردناک حصہ بن جاؤ گے، عبرتناک وجود بن جاؤ گے''۔ (خطبہ عیدالفطر 14/ مارچ 1994ء)

1997ء کے بعض انتباہات:

❁...... 1997ء میں پاکستان میں ایک شدید آئینی بحران پیدا ہوا۔ اس موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 28/نومبر 1997ء میں روشنی ڈالی اور قوم کے دانشوروں کو قائداعظم کے تصور انصاف کی طرف لوٹنے کی نصیحت فرمائی۔ ذیل میں اس خطبہ جمعہ سے اقتباس ہدیۂ قارئین ہے۔ حضور رحمہ اللہ نے فرمایا:

''جو آئینی بحران ہے اس کے متعلق بعض دوستوں کی خواہش ہے کہ میں آج کے خطبے میں ضرور کچھ روشنی ڈالوں کیونکہ بہت گہری اور اہم تبدیلیاں پیدا ہو رہی ہیں۔ جماعت احمدیہ کا ایک بڑا حصہ پاکستان میں بستا ہے۔ جو بھی تبدیلیاں ہوں گی ان پر اثر انداز ہوں گی اور بیرونی دنیا پر بھی ایسی تبدیلیاں اثر انداز ہوسکتی ہیں اس لئے میں نے یہ مطالبہ تسلیم کرلیا اور آج میں اسی ذکر سے خطبے کا آغاز کرتا ہوں۔

پاکستان میں جو آئینی بحران پیدا ہو رہا ہے اس کا ایک بہت گہرا اور لمبا تعلق جماعت احمدیہ سے پاکستان کے سلوک سے ہے۔ آج وہاں جو جو باتیں بھی ہوں، جس قسم کی وجوہات پیش کی جارہی ہوں لیکن حقیقت یہ ہے کہ ان معاملات کے جماعت احمدیہ کے ساتھ تعلق کو کاٹا نہیں جاسکتا۔ آپ کو یاد ہوگا کہ ایک لمبے عرصے سے جماعت احمدیہ کے خلاف جو جو بھی ظالمانہ کارروائیاں ہوا کرتی تھیں جماعت احمدیہ عدالت کی طرف رجوع کر کے ان سے اپنی دادرسی چاہتی تھی اور بہت حد تک ان کو چھوٹی عدالتوں سے انصاف مل جاتا تھا یہاں تک کہ ناانصافی کا پانی اونچا ہونا شروع ہوا اور چھوٹی عدالتیں علماء کے خوف اور ان کے دباؤ میں ڈوب گئیں۔ اور یہ ناانصافی کا پانی اور اونچا ہونا شروع ہوا۔ ہر ایسے موقع پر جبکہ نچلی عدالتوں کے انصاف کے دروازے بند ہو جایا کرتے تھے جماعت احمدیہ نسبتاً اونچی عدالتوں کی طرف رجوع کرتی تھی اور ضلعی اونچی عدالتیں اس زمانے میں بڑی توجہ سے جماعت کے معاملات پر غور کرتی تھیں اور بسا اوقات جرأت کے ساتھ انصاف کا ساتھ دیتی تھیں اور جماعت احمدیہ کے حقوق بحال کر دیئے جاتے تھے۔ جن کو بھی اس گزشتہ مظالم کی داستان کا علم ہے وہ جانتے ہیں کہ ہمیشہ یہی ہوا کرتا تھا۔ آغاز میں ایک مجسٹریٹ بھی جماعت کے معاملے میں انصاف سے کام لیا کرتا تھا۔ جب وہاں ناانصافی کا دور دورہ ہوا اور مجسٹریٹ کو مخالفانہ آراء نے دبا لیا تو پھر ضلع کی اونچی عدالتوں نے ہمیشہ جماعت کا ساتھ دیا اور بسا اوقات خطاب میں میں ان کی تعریف بھی کیا کرتا تھا، ان کے لئے دعا کی طرف بھی متوجہ کرتا تھا۔ پھر ایک دور آیا کہ یہ پانی اور اونچا ہوا اور ناانصافی کا دباؤ محض نیچے سے ہی نہیں اوپر سے بھی ان عدالتوں پر پڑنے لگا۔ اس بناء پر مجھے یہ معلوم ہوا کہ دراصل آغاز میں جب چھوٹی عدالتوں نے ناانصافی شروع کی تھی تو محض عوامی دباؤ کے نتیجے میں ایسا نہیں تھا، حکومت نے ان کا ساتھ چھوڑ دیا تھا۔ حکومت نے ان پر یہ دباؤ ڈالا تھا کہ اگر تم ایسے فیصلے کرو گے تو ہم تمہیں عوام سے کسی قسم کی حفاظت مہیا نہیں کریں گے اس لئے لازماً تمہیں ایسے فیصلے کرنے چاہئیں جو خود تمہاری حفاظت کا موجب بنیں اور عوام کو یہ موقع نہ ملے کہ وہ اپنے فساد کا منہ تمہاری طرف پھیر سکیں۔ یہ بات اس وقت ظاہر ہوئی اور ہمیں انتظار تھا کہ دیکھیں آئندہ حکومت کیا کرتی ہے۔ تو جیسا کہ میں نے عرض کیا شروع شروع میں ضلعی اعلیٰ عدالتوں کی طرف سے ہمیں انصاف ملتا رہا اور پھر اچانک ان کی طرف سے بھی انصاف ملنا بند ہوگیا اور یہ وجہ تھی کہ نیچے کا دباؤ بھی تھا اور اوپر کا دباؤ بھی تھا۔ ویسی ہی صورت تھی جیسے حضرت نوحؑ کے زمانے کے سیلاب کا نقشہ قرآن کریم نے کھینچا ہے کہ آسمان بھی پانی برسا رہا تھا اور زمین سے بھی تنور پھوٹ پڑا تھا۔ یعنی نیچے سے بھی اور اوپر سے بھی ایسا پانی برس رہا تھا جو غرق کرنے کے لئے برس رہا تھا، بچانے کے لئے نہیں۔ چنانچہ جب یہ دو پانی بہ گئے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ پھر ان کی ہلاکت کا مضمون یقینی ہوگیا۔ بعینہٖ یہی صورت جو حضرت نوحؑ کے طوفان کی ہے وہ ہم اپنے ملک میں بھی کارفرما دیکھ رہے ہیں۔ نیچے کا پانی یعنی عوامی دباؤ جو مولویوں کا دباؤ تھا جسے عوامی دباؤ کی صورت دے دی گئی اور اوپر کا دباؤ یعنی حکومت کا دباؤ یہ دونوں پانی جب ملے ہیں تو پھر وہاں احمدیوں کے لئے کوئی بھی جائے پناہ باقی نہیں تھی۔

چنانچہ وکلاء نے مشورہ دیا کہ ان سے اونچی عدالتوں میں جایا جائے اور ہائی کورٹ کی طرف رجوع کیا۔ اور آغاز میں ہائی کورٹ نے ہمیشہ انصاف کی حمایت کی لیکن پھر ان کے ساتھ بھی وہی کچھ ہوا جو نچلی عدالتوں کے ساتھ ہوتا رہا ہے اور ایسے ظالم جسٹس وہاں مقرر کئے گئے جن کو حکومت کی ہدایت بھی تھی اور علماء کا براہ راست دباؤ بھی تھا کہ احمدیوں کے معاملے میں تم نے ہرگز انصاف مہیا نہیں کرنا۔ جسٹس خلیل الرحمٰن جو کوئٹہ کے ہیں انہوں نے بھی اس سلسلے میں نہایت بھیانک کردار ادا کیا تھا۔ احمدیوں کے خلاف سب سے گندہ فیصلہ اور ظالمانہ فیصلہ لکھنے میں جسٹس خلیل الرحمٰن کا نام ہمیشہ باقی رہے گا۔ یعنی عزت کے ساتھ باقی نہیں رہے گا بلکہ وہ ذلت کے ساتھ باقی رہے گا جو ہمیشہ خدا کے منکرین اور انبیاء کا مقابلہ کرنے والوں کے نصیب میں لکھی جاتی ہے۔ پس جسٹس خلیل الرحمان جو کوئٹہ کی سپریم کورٹ کی عدالت کے جسٹس ہیں۔ دو جسٹس ہیں وہاں سپریم کورٹ کے، ان میں سے ایک خلیل الرحمٰن صاحب بھی ہیں۔ ان کا حالیہ فیصلہ اس بحران کا موجب بنا ہے جو اس وقت درپیش ہے۔

مگر بہرحال اب میں واپس پھر اس سلسلے کی تاریخ بیان کرتا ہوں کہ ہائی کورٹ نے ایک لمبے عرصے تک جماعت احمدیہ کا ساتھ دیا اور ہر وہ ضمانت جو ایسے عدالتی کیسز (Cases) کے متعلق تھی جو کوئی وجہ جواز رکھتے ہی نہیں تھے، ہر ایسی ضمانت کو شروع میں ہائی کورٹ نے قبول کیا مثلاً 295/C کے مقدمات تھے جن کے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ ان کی ضمانت نہیں ہوسکتی یہ قانون میں داخل ہے مگر عدالت عظمیٰ نے اس بات کا فیصلہ کیا کہ ان کی ضمانت ہوسکتی ہے کیونکہ بنیاد ہی جھوٹی ہے اور یہ کیس اس دفعہ سے تعلق ہی نہیں رکھتا کہ جس میں نعوذ باللہ احمدیوں نے حضرت اقدس رسول اللہ کی گستاخی کی ہو۔ کچھ عرصے کے بعد ہائیکورٹ کا رویہ بدل گیا۔ ایسے جسٹس وہاں مقرر کئے گئے جن کا مختصر ذکر میں نے کیا ہے اور ان پر علماء کا دباؤ بھی ایسا تھا کہ بہت سے ایسے اقتباسات جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام یا خلفاء کی کتابوں میں تھے انہیں نکال کر، توڑ مروڑ کر ان کے سامنے یہ مؤقف دیا گیا کہ جب احمدی آنحضرت ﷺ پر سلام اور درود بھیجتے ہیں تو بیچ میں سے ان کے دل میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام یعنی مرزا غلام احمد قادیانی ہوتے ہیں اور اوپر سے رسول اللہ ﷺ پر درود بھیج رہے ہیں اور اندر سے مرزا غلام احمد قادیانی پر درود بھیج رہے ہیں۔ اوپر سے ان کا کلمہ پڑھتے ہیں اور اندر سے مرزا غلام احمد کا کلمہ پڑھتے ہیں۔ اس موقع پر میں نے اپنے وکلاء کو بارہا یہ توجہ بھی دلائی کہ تمام دنیا میں جو انصاف کا تصور ہے وہ ملزم سے پوچھا کرتا ہے یعنی جج کا فرض ہے کہ ملزم سے پوچھے کہ کیا تم جب بھی کلمہ پڑھتے ہو تو دل میں مرزا غلام احمد قادیانی کا نام لیتے ہو؟ کیا تم جب بھی درود بھیجتے ہو تو کیا دل میں مرزا غلام احمد قادیانی پر درود بھیجتے ہو؟ یہ ایک بنیادی تقاضا ہے عالمی قانون کا جسے پورا کرنا ہر جج کا فرض ہے۔

کسی جماعت کے عقیدے کو ہر فرد کے اوپر اگر وہ عقیدہ ان کے نزدیک قابل اعتراض بھی ہو، ہر فرد بشر پر ٹھونسا نہیں جاسکتا۔ مؤقف ان کا یہ تھا کہ ان کتابوں سے ثابت ہوتا ہے کہ تم جھوٹے ہو، ان کتابوں سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ بزرگ جن کی یہ کتابیں ہیں وہ یہ سمجھا کرتے تھے کہ جب محمد رسول اللہ ﷺ کا نام لو تو دل سے مرزا غلام احمد قادیانی کا نام لیا کرو اس سے زیادہ وہ اور کچھ ثابت نہیں کرسکتے تھے۔ یعنی جھوٹے الزام کو اگر تسلیم کرنا بھی تھا تو اس صورت میں کیا جاسکتا تھا۔ عالمی قانون کا تقاضا تھا کہ ہر ملزم سے پوچھا جاتا کہ یہ کتابیں ہیں جن سے ہم نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ تم چونکہ اس جماعت کے ممبر ہو تمہارا یہ عقیدہ ہونا چاہئے۔ کیا ہے؟ کیا واقعۃً تمہارا یہ عقیدہ ہے؟ تو وہ جس پر الزام لگایا گیا تھا بڑی جرأت کے ساتھ کہہ سکتا تھا کہ میں اس عقیدے پر لعنت ڈالتا ہوں اور میرا اس عقیدے سے دور کا بھی تعلق نہیں۔ جب بھی میں لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پڑھتا ہوں تو اس رسول مکی ومدنی کے سوا میرا ذہن کسی اور کی طرف منتقل نہیں ہوتا جو خاتم النبیین تھا۔ اور جب بھی میں آپؐ پر درود بھیجتا ہوں آپؐ کے سوا کسی اور پر درود نہیں بھیجتا سوائے اس کے کہ درود خود آل کو شامل کرتا ہے اور اس شمولیت میں میرا قصور نہیں بلکہ اگر قصور سمجھتے ہو تو درود بنانے والے کا قصور ہونا چاہئے۔ لیکن جہاں تک محمد رسول اللہ کا تعلق ہے جب بھی میں درود بھیجتا ہوں آپؐ کے سوا کسی پر درود نہیں بھیجتا۔ محمدؐ نام سے وہی محمدؐ مراد ہیں جو مکہ اور مدینہ کے محمدؐ ہیں، جو خدا کے آخری صاحب شریعت رسول تھے۔ یہ جواب عدالت کی طرف سے ہر ظالمانہ کارروائی کی راہ میں حائل ہوسکتا تھا اور ہونا چاہئے تھا مگر انصاف کے اس بنیادی تقاضے کو کبھی بھی احمدیوں کے حق میں قبول نہیں کیا گیا اور ان سے پوچھے بغیر ان کے خلاف فیصلے دے دیئے گئے حالانکہ ان سے پوچھنا چاہئے تھا یہ تمہارا عقیدہ ہے یا نہیں ہے۔ وہ جرأت سے کہتے ہرگز نہیں ہے۔ پھر دنیا کا کوئی قانون ان کو ملزم اور مجرم نہیں بنا سکتا تھا۔

پس اس پہلو سے ایک لمبے عرصے تک مظالم کا پانی اوپر چڑھتا رہا اور اس عدلیہ کے ظلم میں جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے ہائی کورٹ بھی ڈوب گئی اور ان کے ہاں سے انصاف کا تصور کلیۃً غائب ہوگیا۔ پس ان سے اوپر کی پہاڑی سپریم کورٹ کی پہاڑی رہ جاتی تھی جس پر احمدی پناہ لے سکتے تھے اس پہاڑی پر بھی پانی چڑھ گیا اور ایک ایسا بحران قائم ہوا جسے ہم دستوری بحران کہہ سکتے ہیں۔ سپریم کورٹ نے بھی ان لوگوں کی حمایت کی جو ظلم کی حمایت کرنے والے تھے۔ اب بظاہر احمدیوں کے لئے یہ پہاڑیاں ڈوب گئیں لیکن وہ خدا جس کے علم میں تھا کہ ان کے لئے پہاڑیاں ڈوب جائیں گی اس نے ہمارے لئے کشتی نوح کا انتظام کر رکھا تھا۔ ایسا انتظام کر رکھا تھا جس نے کبھی ڈوبنا نہیں تھا۔ جن پہاڑیوں کو یہ ڈبو رہے تھے یہ اپنی نجات کی راہوں کو ختم کر رہے تھے، اپنی پناہ گاہوں کو ڈبو رہے تھے۔ آج جو بحران ہے وہ بعینہٖ یہی صورت ہے۔ ان لوگوں نے جنہوں نے احمدیوں کے لئے کوئی پناہ گاہ نہ چھوڑی، اپنے لئے بھی کوئی پناہ گاہ نہ چھوڑی۔ اب وہ سب عدالتیں اس پانی میں ڈوب چکی ہیں جو غرقابی کا پانی ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے ان پر اترا ہے اور اس سے نجات کی اب ان کیلئے کوئی راہ باقی نہیں۔ وہ ملک جس کا آئین ڈوب جائے، وہ ملک جس کا آئین جماعت احمدیہ یعنی سچائی کی مخالفت کر رہا ہو اور خدا تعالیٰ اسے غرق کر دے اس کے لئے کوئی پہاڑی باقی نہیں رہا کرتی۔

یہی وہ مماثلت ہے جس کی وجہ سے میں نے حضرت نوحؑ کا ذکر کیا۔ حضرت نوحؑ کے بیٹے کا بھی یہی خیال تھا کہ وہ پہاڑیاں مجھے پناہ دیں گی لیکن ایک پہاڑی سے اوپر منتقل ہوتے ہوئے آخر اس کے لئے ناممکن ہوگیا کہ کسی ایسی جگہ پہنچے جہاں سیلاب کا پانی اس کی پناہ گاہ کو غرق نہ کردے۔ پس بعینہٖ یہی صورت اس وقت پاکستان کے آئینی بحران کی ہے۔ ان لوگوں کو بارہا میں نے سمجھایا، خطبات کا ایک سلسلہ ہے جو اس بات کا گواہ ہے کہ میں نے خوب متنبہ کیا۔ میں نے کہا جو جو ذرائع تم نے جماعت کے خلاف استعمال کئے ہیں تقدیر الٰہی نے ہمیشہ تم پر الٹائے ہیں۔ کوئی ایک استثناء بنا کے دکھاؤ۔ ہمیشہ جو کچھ تم جماعت پر کرتے رہے اللہ کی تقدیر نے انہیں تم پر الٹا دیا اور آئندہ یہی ہوگا۔ لیکن جنہوں نے عقل نہیں کرنی، جن کو کبھی عقل نہیں آیا کرتی یہ وہ آنکھوں والے ہیں جو آنکھوں سے دیکھتے ہوئے بھی اندھے ہیں، وہ کانوں والے ہیں جو کانوں سے سنتے ہوئے بھی بہرے ہیں۔ اور اب قوم کو ایک ایسے مقام پر پہنچا دیا گیا ہے جس سے نکلنے کا کوئی رستہ باقی نہیں سوائے اس کے یہ سارا قانون بھاڑ میں جھونک دیا جائے اور از سر نو انصاف پر مبنی قوانین بنائے جائیں۔ اب اس کے سوا کوئی رستہ دکھائی نہیں دے رہا۔ اگر یہ پانی میں ڈوبا ہے اس لئے کہ اسے آگ میں جھونکنا پڑتا ہے تو ہمیں اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ یہ قانون تو گیا۔ اب یہ قائم نہیں رہ سکتا۔ اس لئے اب قوم کے دانشوروں کا فرض ہے کہ وہ یہ فیصلہ کریں کہ آئندہ قانون میں وہ رخنے نہیں رہنے دیئے جائیں گے جن رخنوں کی راہ سے ملائیت قانون میں داخل ہوتی ہے، جن رخنوں کی راہ سے ناانصافی قانون میں داخل ہوتی ہے۔ ایک ہی قانون ہے جو ملک کی حفاظت کرسکتا ہے جو قانون قائداعظم نے اپنے بیانات میں پیش کیا اور جس دستور کا قائداعظم نے تصور باندھا تھا اس میں ایک بھی ایسا رخنہ نہیں تھا جس کے ذریعے مُلّاں اس دستور میں دخل اندازی کرسکے۔

پس اب دیکھیں کیا ہوتا ہے۔ اگر تو انہوں نے عقل حاصل کی، نصیحت پکڑی اور آئندہ جو قانون بنائے جائیں ان میں قائداعظم کے تصور کی طرف واپس لوٹ گئے تو چونکہ وہ تصور انصاف کا تصور تھا اس لئے میں یقین رکھتا ہوں کہ یہ ایک ایسی صورت ہے جو اس ملک کو آئندہ ہلاکتوں سے بچالے گی۔ اگر انہوں نے ایسا نہ کیا تو اللہ کی تقدیر تو بہرحال غالب آنی ہے اس کو کوئی روک نہیں سکتا۔ وہ ضرور اپنے کرشمے دکھائے گی اور جو بھی کرشمہ دکھائے گی وہ لازماً جماعت احمدیہ کے حق میں ہوگا۔ یہ وہ تقدیر ہے جس کو مُلّاں بدل نہیں سکتا۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ 28/نومبر 1997ء)

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل ۱۹/اکتوبر ۲۰۰۷ء)

ادارہ "Unity of Man" کرپال ساگر نواں شہر پنجاب کی سلور جوبلی کے موقعہ پر منعقدہ World Conference میں جماعت احمدیہ قادیان کے وفد کی شمولیت

پنجاب کی مشہور تنظیم Unity of Man کرپال ساگر کی سلور جوبلی کے موقعہ پر ۲ تا ۱۰ دسمبر مختلف پروگرام مرتب کیے گئے تھے۔ ۵ دسمبر ۲۰۰۷ کو امرتسر کے گورونانک ہال میں قومی یکجہتی پر ایک World Confrence رکھی گئی اور اس کے اختتام پر بھی ایک خصوصی پروگرام رکھا گیا۔ جس میں ملک بھر سے ہر مذہب کے بڑے بڑے Scholar اور علماء کو مدعو کیا گیا تھا۔ اس موقعہ پر ہندوستان کے علاوہ دیگر غیر ممالک سے بھی احباب نے کثیر تعداد میں شرکت کی اور بعض احباب نے اس موقعہ پر مقالے بھی پڑھے۔ چنانچہ مذکورہ سوسائٹی کی طرف سے جماعت احمدیہ کے علماء کو بھی شرکت کی دعوت دی گئی۔ مورخہ ۵ دسمبر ۲۰۰۷ کو مکرم مولانا تنویر احمد صاحب خادم نائب ناظر اصلاح و ارشاد، مکرم چوہدری عبدالواسع صاحب نائب ناظر امور عامہ، مکرم چوہدری محمد اکرم صاحب گجراتی اور خاکسار پر مشتمل ایک وفد مذکورہ پروگرام میں شامل ہوا۔ اس موقعہ پر اسلام واحمدیت کی نمائندگی میں مکرم مولانا تنویر احمد صاحب خادم نے قومی یکجہتی پر بنی اسلامی تعلیمات کو پیش کیا۔ دیگر مذاہب کے مقررین کے علاوہ جرمن، لندن سے آئے ہوئے نمائندگان نے بھی اپنے خیالات کا اظہار کیا اور سب نے جماعتی نمائندہ کی تقریر کو سراہا اور اپنی تقاریر میں بار بار اسکا ذکر کیا۔

اسی طرح مورخہ ۱۰ دسمبر ۲۰۰۷ کو پھر ایک جماعتی وفد اس تنظیم کے اختتامی پروگرام میں شامل ہوا۔ اس وفد میں مکرم مولانا محمد حمید صاحب کوثر پرنسپل جامعہ احمدیہ، مکرم مولانا تنویر احمد صاحب خادم نائب ناظر اصلاح وارشاد، مکرم چوہدری محمد اکرم صاحب گجراتی نیز تین اساتذہ جامعہ احمدیہ مکرم اظہر احمد صاحب خادم، مکرم طاہر احمد صاحب چیمہ اور مکرم شیخ محمود احمد صاحب کے علاوہ قریباً ۴۰ طلباء نے بھی شرکت کی۔ اس موقعہ پر بھی ہندوستان کے علاوہ دیگر ممالک کے افراد بھی شامل تھے۔ ہندوستان کے مختلف مذاہب کے سکالرز نے بھی اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔

اس پروگرام میں محترم عمر الیاس صاحب جنرل سیکرٹری All India Organization of Imams of Mosques جو دہلی سے تشریف لائے تھے۔ محترم فضیل الرحمٰن صاحب مفتی اعظم پنجاب آف مالیر کاٹلہ، محترم گوسوامی سوشیل جی مہاراج آف دہلی، محترم درشن سنگھ صاحب پردھان سادھو سماج اور دھرم ستھان ہردوار، عیسائی مذہب کی طرف سے Rev. Dr. Dominic Emmanuel Svd. Spokesman & Director آف نئی دہلی۔ ان سکالرز کے علاوہ دیگر مذاہب کے سکالرز اور جماعت کے نمائندگان مکرم مولانا محمد حمید صاحب کوثر پرنسپل جامعہ احمدیہ اور مکرم مولانا تنویر احمد صاحب خادم کو تقاریر کرنے کا موقعہ ملا۔ بعد میں مذکورہ سنستھا کی طرف سے آئے ہوئے نمائندگان کو Momentous اور دوشالے دیکر اعزاز دیا گیا۔ اس موقعہ پر Unity of Man ادارہ کی طرف سے تعمیر کروائے گئے مندر، مسجد، گوردوارہ اور چرچ کا بھی افتتاح کروایا گیا۔ مسجد کے افتتاح کے موقعہ پر جماعت احمدیہ کے نمائندگان مکرم مولانا تنویر احمد صاحب خادم نے دعا کروائی۔ اللہ تعالیٰ اسکے بہتر نتائج برآمد کرے۔ آمین (دلاور خان قادیان قائد ایثار مجلس انصار اللہ بھارت)

وشاکھاپٹنم میں تربیتی جلسہ

جماعت احمدیہ وشاکھاپٹنم شہر سرکل ایسٹ گوداوری نے مورخہ ۱۱ نومبر ۲۰۰۷ کو بعد نماز ظہر مشن ہاؤس کے سامنے گراؤنڈ میں شامیانہ ڈال کر زیر صدارت مکرم شاہ الحمید صاحب ایک تربیتی جلسہ منعقد کیا۔ تلاوت و نظم کے بعد مکرم شیخ غالب صاحب نے مہمانان کرام کا تعارف کروایا۔ اس کے بعد مکرم عبدالسلام صاحب نے ''امام مہدیؑ کی آمد کی غرض و غایت، مکرم اے پی سلیم صاحب سرکل انچارج ویسٹ گوداوری نے ''انسانی پیدائش کی غرض و غایت و نماز'' کی اہمیت مکرم کے ریاض صاحب ایریا سرکل انچارج صاحب املاپورم نے ''عبادت و جماعتی تعارف'' کے موضوع پر تقریر کی۔ مکرم شیخ غالب صاحب معلم نے احباب جماعت اور مہمانان کرام کا شکریہ ادا کیا۔ دعا کے بعد اجلاس برخاست ہوا۔ حاضرین جلسہ کے لئے طعام کا انتظام کیا گیا۔ (محمد فہیم الدین مبلغ سلسلہ وشاکھاپٹنم)

تقریب آمین

سرکل دیودرگ کے سنٹر چیکمیاگری میں پانچ بچوں نے قرآن مجید مکمل کیا جس پر ایک تقریب آمین اور ساتھ ہی ایک تربیتی اجلاس بھی رکھا گیا۔ کافی تعداد میں اس سنٹر کے خدام انصار لجنہ اور ناصرات واطفال شامل ہوئے۔ جن بچوں نے قرآن مجید مکمل کیا ان کو انعامات خصوصی دیئے گئے۔ تقریب وجلسہ ہر لحاظ سے کامیاب رہا۔ اللہ تعالیٰ ہماری ان حقیر کوشش میں غیر معمولی کامیابی عطا فرمائے۔ آمین (فضل حق خان مبلغ سلسلہ دیودرگ)

ممبئی میں جلسہ سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

جماعت احمدیہ ممبئی نے مورخہ ۴ نومبر ۲۰۰۷ کو زیر صدارت مکرم سید شکیل احمد صاحب جلسہ سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ''الحق بلڈنگ'' میں بعد نماز عصر منعقد کیا۔ تلاوت قرآن کریم مکرم محمد امام ریحان صاحب شموگہ نے کی۔ مکرم میر احمد فاروق صاحب نے خوش الحانی کے ساتھ نعت صلی اللہ علیہ وسلم پیش کی۔ بعدہ مکرم سعید احمد نور صاحب، مکرم انوار احمد صاحب، مکرم عقیل احمد سہارنپوری صاحب اور خاکسار نے سیرۃ صلی اللہ علیہ وسلم کے مختلف پہلو بیان کیئے۔ جبکہ مکرم ظہیر احمد صاحب نے نظم پڑھی۔ صدارتی خطاب میں صدر جلسہ نے سیرۃ کے حوالہ سے احباب جماعت کو نصائح کیں۔ دعا کے بعد جلسہ اپنے اختتام کو پہنچا۔ نماز مغرب وعشاء کے بعد حاضرین مجلس کے لئے طعام کا انتظام تھا۔ اس جلسہ میں ۱۵۱ احباب نے شرکت کی۔ اللہ تعالیٰ اس جلسہ کو ہر جہت سے نافع الناس بنائے اور سیرۃ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین (سید طفیل احمد شہباز مبلغ سلسلہ ممبئی)

لجنہ وناصرات سرکل مرشد آباد کا سالانہ اجتماع

سرکل مرشد آباد کی لجنہ اماء اللہ و ناصرات الاحمدیہ کا پانچواں سالانہ اجتماع ۱۸ نومبر کو منعقد ہوا۔ فجر کی نماز اور درس کے بعد علمی مقابلے ہوئے۔ اس موقعہ پر خاص کر ہر لجنہ سے صد سالہ خلافت جوبلی کی دعائیں سنی گئیں۔ علمی مقابلے کے علاوہ ورزشی مقابلے بھی ہوئے۔ اجتماع کے آخر پر لجنہ اماء اللہ کے زیر اہتمام تقریب بسم اللہ اور آمین کا پروگرام ہوا۔ الحمدللہ۔ ایک تربیتی اجلاس ہوا جس میں محترم امیر صاحب نے جلسہ سے خطاب کیا اور خاکسارہ نے پردے سے متعلق ارشادات سنائے۔ آخر پر انعامات دیئے گئے۔ اجتماع میں ۸ مجالس سے ۲۱۵ لجنات وناصرات شامل ہوئیں۔ (بشریٰ حمید صدر لجنہ اماء اللہ بنگال و آسام)

اندور (ایم پی) کی کامیاب تبلیغی مساعی

ماہ نومبر ۲۰۰۷ کے دوسرے ہفتہ خاکسار نے اٹارسی سے اندور شہر کا تبلیغی دورہ کیا۔ رابطہ کے آغاز سے چند ایک اہل حدیث حضرات کو دعوۃ حق دی گئی۔ ان سے برابر رابطہ رکھا۔ پھر وہ حضرات بغرض تحقیق قادیان گئے اور دارالمسیح قادیان سے اچھے خیالات اور پاکیزہ جذبات لیکر اندور واپس لوٹے جب خاکسار ایک بار پھر تبلیغی پروگرام کے ساتھ اندور پہنچا اور اُن کو ایک بار پھر سے مقام ومنصب امام مہدی، اور مہدی اور اُس کے بیعت کرنے کے نتیجہ میں روحانی فوائد ایمان کی مضبوطی کے بارہ آگاہ کیا پھر اندور میں تبلیغی گفتگو کے بعد مورخہ ۲۱ نومبر ۲۰۰۷ کو باقاعدہ بیعت کر کے حصار عافیت میں آگئے۔ فالحمدللہ۔ اس طرح اللہ کے فضل وکرم کے ساتھ اندور میں آٹھ افراد پر مشتمل (بمع بچگان) ''جماعت احمدیہ مسلمہ'' قائم ہوئی۔ احباب دُعا کریں اللہ تعالیٰ نومبائعین حضرات کو استقامت عطا کرے۔ (سید قیام الدین برق مبلغ سلسلہ اٹارسی)

والدہ محترمہ کا ذکر خیر

خاکسار کی والدہ محترمہ مطلوبہ بیگم صاحبہ مرحومہ اہلیہ مکرم محمد شفیع صاحب درویش مرحوم کی پیدائش ۱۹۴۲ء میں ہوئی۔ ان کا آبائی گاؤں بغول گھوڑے واں تھا۔ پھر احمد نگر پاکستان میں جا کر بس گئے۔ والدہ محترمہ تین بہنیں اور پانچ بھائی تھے اور آپ دوسرے نمبر پر تھیں۔ ابھی چار بھائی اور ایک بہن حیات ہیں۔ والدہ محترمہ ۱۹۶۵ء میں شادی کے بعد قادیان میں آگئیں۔ دس سال کے بعد ہندوستانی شہریت ملی اور ۱۹۷۸ء میں اپنے بہن بھائیوں اور ماں باپ سے ملنے ربوہ ہم بچوں کو لے کر گئیں۔ ایک ماہ ربوہ میں گزار کر واپس قادیان آئی اور دو تین ماہ کے بعد والد صاحب کی وفات ہوگئی۔ خاکسار سب سے بڑا بیٹا ہے۔ خاکسار کے دو چھوٹے بھائی محمد ارشد اور محمد اشرف ہیں۔ والد صاحب کی وفات کے ایک ماہ بعد اللہ تعالیٰ نے ایک بہن عطا کی بعد میں جس کی شادی طاہر آباد ربوہ میں ہوئی۔ والدہ محترمہ بہت ہی محنتی تھیں۔ جہاں تک خاکسار کو یاد ہے آپ نے والد صاحب کی وفات کے بعد سویٹر بنانے والی ایک مشین خریدی جو کہ غالباً 1200-1000 روپے میں ملی اور گھر میں لڑکیوں کو کام سکھانا شروع کیا۔ کیونکہ خاکسار کی عمر اس وقت 10-9 سال کی ہوگی اس لئے گھر میں کوئی اور کمانے والا نہ تھا۔ دفتر کی طرف سے جو بھی وظیفہ ملتا اسی میں گزارا کیا۔ الحمدللہ۔ والدہ محترمہ خدمت خلق کے لئے ہمیشہ آگے آگے رہیں۔ لجنہ اماء اللہ کے کاموں میں بھی پیش پیش رہتیں۔ نومبائعین کے ۱۵ دن کی کلاس میں رات دن ڈیوٹی کرتیں۔ اکثر کبھی طبیعت خراب ہوتی تو ہم کہتے کہ امی آرام کرلیں۔ آپ یہی کہتیں کہ نہیں میں نے دوائی کھائی ہے۔ میں نے ڈیوٹی پر جانا ہے۔ مجھے سکوٹر پر چھوڑ آؤ۔ جلسہ سالانہ پر بھی لجنہ اماء اللہ کی طرف سے ہر سال ڈیوٹی دیتیں اور بڑی ہی خوشی محسوس کرتیں۔ ساری زندگی بڑی خوش اسلوبی سے گزاری۔ آخر وقت میں دو دن بیمار ہوئیں۔ ہمارے بار بار پوچھنے پر یہی کہتی رہیں کہ میں ٹھیک ہوں۔ مجھے گھر لے کر چلو۔ مسلم یا غیر مسلم کوئی کام کے لئے آجائے فوراً اُٹھ کر ساتھ چل پڑتیں۔ کسی کو انکار نہیں کرتی تھیں۔ ۳۰ ستمبر ۲۰۰۷ کو ٹھیک صبح ۱۰ بجے اچانک طبیعت زیادہ خراب ہوگئی۔ نور ہسپتال میں دو دن سے داخل رہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے امرتسر ریفر کردیا۔ امرتسر کے لئے روانہ ہوئے ہی تھے کہ راستہ میں ہی والدہ محترمہ نے لمبے لمبے دو سانس لئے اور ایک دم خاموش ہوگئیں۔ محترم ڈاکٹر عبدالحفیظ صاحب نے فوراً First Aid کیا اور ہم جلدی لے کر امرتسر پہنچے لیکن اس وقت تک والدہ محترمہ ہم سب کو چھوڑ کر اپنے حقیقی مولا سے جاملیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ رمضان کا مہینہ تھا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہماری والدہ محترمہ کو کروٹ کروٹ جنت الفردوس میں جگہ دے اور ہم سب کو آپس میں پیار اور محبت سے رہنے کی توفیق دے۔ نیز ان کی طرح خدمت خلق کی توفیق دے۔ آمین (محمد انور کارکن نظارت علیاء)

دارالمسیح قادیان میں لفٹ کی تنصیب

گزشتہ دنوں دارالمسیح کے پرانے حصہ میں لفٹ کی تنصیب مکرم چوہدری عبدالرشید صاحب آرکیٹکٹ کی نگرانی میں عمل میں آئی مورخہ ۳ اپریل ۲۰۰۷ کو مکرم ڈاکٹر چوہدری محمد عارف صاحب قائم مقام ناظر اعلیٰ وامیر مقامی نے اجتماعی دُعا کروائی۔ اس موقعہ پر صدر انجمن احمدیہ کے ناظر صاحبان اور دیگر مدعو احباب شامل ہوئے۔ مورخہ ۵ اپریل ۲۰۰۷ کو حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مرحوم ومغفور مع بیگم صاحبہ حیدرآباد سے تشریف لائے تو ہر دو بزرگان نے پہلی بار اس لفٹ کے ذریعہ دارالمسیح کی پہلی منزل پر پہنچ کر اس کا افتتاح کیا تھا۔ اس لفٹ کے ذریعہ مسجد مبارک اور بیت الفکر و بیت الدعا میں پہنچنے کے لئے ضعیف و بوڑھے لوگوں کو آسانی ہوگی۔

Denham یو کے میں
ایک امن کانفرنس کا انعقاد

آج کل مغربی دنیا میں خاص طور پر اسلام کو بدنام کرنے کی کوشش ہو رہی ہے۔ وقفہ وقفہ سے کوئی نہ کوئی نیا شوشہ اسلام کے خلاف چھوڑ دیا جاتا ہے جس کے ردّعمل میں بعض لوگ جو مسلمان کہلاتے ہیں اور آنحضور ﷺ سے محبت کا دعویٰ بھی کرتے ہیں مگر جوش میں آکر ایسی حرکات کرتے ہیں جو بالکل آنحضور ﷺ کی سنت اور قرآن کریم کی تعلیم کے منافی ہوتی ہیں۔ ایسی باتوں سے بدانریش دشمن فائدہ اٹھاتا ہے اور میڈیا کے ذریعہ ایسے چند عناصر کی غیر اسلامی حرکات کو خوب اچھالا جاتا ہے تاکہ ثابت کر سکیں کہ اسلام نعوذ باللہ ایک دہشت گرد مذہب ہے۔

پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جماعت کو ہدایت فرمائی ہے کہ آج اس خادم اسلام جماعت کی ڈیوٹی ہے کہ ہر شہر اور قصبہ اور گاؤں میں جائیں اور اسلام کی حقیقی اور پیاری تعلیم سے ان لوگوں کو آگاہ کریں۔ خاص طور پر دیہات میں جاکر اسلام کا پُر امن پیغام پہنچانے کا ارشاد فرمایا ہے تاکہ لوگوں کی غلط فہمیاں دور ہوں اور وہ اسلام کے خوبصورت دین کو قبول کر کے توحید الٰہی کے جھنڈے تلے جمع ہو جائیں۔

حضور انور ایدہ اللہ کے اس ارشاد کی تعمیل میں مڈل سیکس ریجن کی Hays جماعت نے نئے تبلیغی سال کی پہلی امن کانفرنس منعقد کرنے کی سعادت حاصل کی اور اپنے پیارے امام کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے دیہات میں تبلیغی کام کا آغاز کیا۔ کانفرنس کے انعقاد کے لئے خاکسار اور مکرم سہیل احمد قریشی صاحب صدر جماعت Hays نے مل کر علاقہ کا دورہ کیا اور ایک گاؤں کا انتخاب کیا۔ ابتدائی دورہ کے بعد ایک انتظامیہ کمیٹی تشکیل دی گئی جس کا چیئر مین مکرم مرزا محمود بیگ صاحب کو مقرر کیا گیا۔ اسی طرح مکرم شہزاد قریشی صاحب کی سربراہی میں ایک ٹیم نے ہر گھر کے دروازے پر جاکر اپنا تعارف کروایا اور پروگرام کے متعلق بتایا اور آنے کی دعوت دی۔ جنہوں نے آنے پر رضامندی کا اظہار کیا ان کو بعد ازاں باقاعدہ دعوت نامہ بھجوائے گئے۔ اس کانفرنس کو لوکل نیوز پیپر نے بھی کوریج دی اور اس اجلاس سے قبل اس بارہ میں اعلان شائع کر دیا۔ اس کے بعد مورخہ 17/ اگست 2007ء بروز جمعۃ المبارک Denham Village میں یہ پروگرام منعقد ہوا جس کا موضوع تھا:

Role of Religion Bringing Peace and Harmony in Society

اس کانفرنس میں 47 غیر مسلم لوکل مردوں اور خواتین نے شرکت کی۔ ان میں سے 30 سے زائد ایسے افراد تھے جن کو چرچ نے آنے کی دعوت دی ہوئی تھی۔ علاوہ ازیں احباب جماعت کی کافی تعداد نے بھی اس مجلس سے استفادہ کیا۔

پروگرام ساڑھے چھ بجے شام تلاوت قرآن کریم سے مکرم سید منصور احمد شاہ صاحب نائب امیر یو کے کی زیر صدارت شروع ہوا اور ساڑھے آٹھ بجے دعا کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔ پھر مہمانوں کو کھانا پیش کیا گیا۔

تلاوت قرآن کریم مکرم احسن بیگ صاحب نے کی اور اس کا انگریزی ترجمہ مکرم برہان بیگ صاحب نے پڑھا۔ استقبالیہ ایڈریس اور جماعت کا تعارف مکرم قریشی سہیل احمد صاحب نے پیش کیا۔

پہلی تقریر مقامی چرچ کے پادری ریورنڈ ایڈرین (Adrian) نے کی۔ پھر پولیس کے ایک نمائندہ آفیسر مسٹر سٹیو (Steve) نے کی۔ اس کے بعد مکرم عطاء المجیب صاحب راشد، امام مسجد فضل لندن و مشنری انچارج یو کے نے امن کانفرنس سے خطاب کیا۔ تقریب کے موضوع کو مدنظر رکھتے ہوئے آپ نے ایک پُر امن اور مقامی معاشرہ کی تشکیل کی ضرورت اور اہمیت واضح کرنے کے بعد بڑے احسن رنگ میں اسلامی تعلیمات کو پیش کیا۔ آپ نے بتایا کہ اسلام ہمسایوں کے حقوق کے متعلق کیا تعلیم دیتا ہے۔ نیز معاشرہ میں امن پھیلانے کے متعلق کیا تعلیم دیتا ہے۔ اور دوسروں کے عقائد اور عبادتگاہوں کے احترام کے متعلق اسلامی تعلیمات کیا ہیں۔

اس جامع خطاب کے بعد ایک مجلس سوال و جواب بھی منعقد ہوئی جس میں مکرم امام صاحب نے سامعین کے سوالات کے تسلی بخش جوابات دئے۔ حاضرین نے سوال و جواب کے سلسلہ کو خاص طور پر پسند کیا اور اس خواہش کا بھی اظہار کیا کہ ایسے اجلاسات پھر منعقد ہوتے رہنے چاہئیں۔ اس موقع پر ایک تبلیغی نمائش کا بھی اہتمام کیا گیا اور ہر مہمان کو لٹریچر پیک بھی دیا گیا جس میں جماعت کا تعارف اور حضور انور کے دو لیکچرز شامل تھے۔ آخر پر جملہ حاضرین کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا جو مقامی لجنہ کے تعاون سے تیار کیا گیا تھا۔ اس دوران بھی مذہبی سوال و جواب کا سلسلہ کافی دیر جاری رہا۔ الحمد للہ کہ حاضرین نے اس پروگرام کو بہت پسند کیا۔ ہائی ویکمب سے ایک مسلمان پولیس آفیسر بھی آیا ہوا تھا اس نے کہا کہ ایسا پروگرام ہائی ویکمب میں بھی کریں۔

اس کامیاب اجلاس کے بعد 19/ ستمبر 2007ء کو مکرم سہیل قریشی صاحب کے ساتھ ایک دوسرے گاؤں جیرڈ کراس (Gared Cross) کا دورہ کیا۔ وہاں کے پانچ اضلاع کے چیف پولیس سپرنٹنڈنٹ اور چیف کمانڈر سے ملاقات کی اور ان کو جماعت کا تعارف کروایا اور پیس کانفرنس کے بارہ میں بتایا کہ ہم ہر گاؤں میں ایسے پروگرام کرنا چاہتے ہیں۔ تو انہوں نے خوشی کا اظہار کیا۔ آخر پر ان دونوں افسران کو Revelation والی کتابیں تحفۃً دیں۔

قارئین کی خدمت میں درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری ان کوششوں کو قبول فرمائے اور ان کے بابرکت نتائج پیدا فرمائے۔ آمین

(رپورٹ: رانا مشہود احمد۔ مبلغ سلسلہ برطانیہ)

مدرسۃ الحفظ ربوہ
کی مساعی کا مختصر تعارف

مدرسۃ الحفظ میں قرآن کریم حفظ کرنے کے لئے تین سال اور دوہرائی کے لئے مزید چھ ماہ کا کورس مقرر ہے۔ دو مرتبہ دوہرائی کرنے کے بعد حافظ قرآن طلباء کا امتحان پہلے ادارے میں لیا جاتا ہے اور بعد میں External Examiner امتحان لیتے ہیں۔ امتحان پاس کرنے والے حفاظ کو تکمیل حفظ کی اسناد دی جاتی ہیں۔ اس وقت مدرسۃ الحفظ میں 137 طلباء کی گنجائش ہے۔ بیرون ربوہ سے آنے والے طلباء کے لئے ہوسٹل میں 53 طلباء کی گنجائش موجود ہے۔ تدریس کے علاوہ اجلاسات، تعلیمی و تربیتی کلاسز، علمی و ورزشی مقابلہ جات اور لائبریری سے استفادہ کیا جاتا ہے۔

طلباء کے تلفظ اور قراءت کو بہتر بنانے کیلئے روزانہ آدھا گھنٹہ آڈیو کیسٹس اور سی ڈیز کے ذریعے تلاوت قرآن سکھائی جاتی ہے۔ سال اول کے طلباء کو صحت تلفظ اور حفظ مکمل کرنے والے طلباء کو تجوید کے ساتھ تلاوت کی مشق کروائی جاتی ہے۔

دوران سال جماعتی تقریبات کا اہتمام کیا جاتا ہے جس میں جلسہ سیرت النبی ﷺ، جلسہ یوم مسیح موعودؑ، جلسہ یوم مصلح موعود، جلسہ یوم خلافت اور بعض تربیتی موضوعات پر علمائے سلسلہ کے لیکچرز شامل ہیں۔ طلباء کی ذہنی و جسمانی نشوونما کے لئے ہر سال علمی ریلی اور سپورٹس ریلی کا انعقاد کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ طلباء کے لئے تفریحی و معلوماتی ٹورز کا انعقاد بھی کیا جاتا ہے۔

خدا کے فضل سے گزشتہ سات سالوں کے دوران 154 طلباء حفظ قرآن کی سعادت پا چکے ہیں دوران سال (2006-07ء) 30 طلباء نے قرآن کریم حفظ کرنے کی توفیق پائی ہے۔ 20 کا تعلق ربوہ سے، جبکہ مظفر گڑھ، راولپنڈی اور لاہور سے دو دو طلباء، سرگودھا، جھنگ، سیالکوٹ اور کوٹلی آزاد کشمیر سے ایک ایک طالب علم شامل ہیں۔ (ماخوذ از روزنامہ الفضل ربوہ 3/ نومبر 2007ء)

☆☆☆☆☆☆

کینیڈا میں "احمدیہ پارک" کا افتتاح

10/ ستمبر 2007ء شام سات بجے صوبہ اونٹاریو کے وان (Vaughan) شہر میں پیس ویلج اور مسجد بیت الاسلام سے ملحق، احمدیہ آبادی کے عین وسط میں وان شہر کی میئر عزت مآب لنڈا جیکسن (Her Worship Linda Jackson) نے ایک خوبصورت پارک کا افتتاح کیا۔ وان شہر کی بلدیہ نے اتفاق رائے سے اِس کا نام "احمدیہ پارک" رکھا ہے۔ احمدیہ پارک اِس اعتبار سے دنیا کے نقشے پر اپنی نوعیت کا پہلا پارک ہوگا جسے کسی حکومتی ادارے نے جماعت احمدیہ عالمگیر کے حوالہ سے یہ مبارک نام دیا ہے۔ الحمد للہ علی ذلک۔

احمدیہ پارک سات ایکڑ رقبہ پر پھیلا ہوا ہے۔ اس میں باسکٹ بال، فٹ بال اور ٹینس کورٹس کے علاوہ بچوں کی تفریحی کھیلوں کا خصوصی حصہ بھی شامل ہیں۔ اس پارک کی تزئین و آرائش پر چھ لاکھ ڈالر خرچ آیا جس کا بیشتر حصہ تعمیراتی اداروں اور بقیہ وان شہر کی بلدیہ نے ادا کیا۔ احمدیہ پارک کی ایک نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ معذور لوگوں یعنی وہیل چیئر پر آنے والوں کے لئے رسائی کی سہولتیں بھی موجود ہیں۔ اسی طرح عمر رسیدہ لوگوں کے لئے بھی سہولت موجود ہے۔

احمدیہ پارک کے افتتاح کے موقع پر اس حلقہ کی آبادی میں غیر از جماعت کے علاوہ احمدی احباب و خواتین اور بڑی تعداد میں بچوں نے شرکت کی۔ ان کے علاوہ شہر "وان" کے کونسلرز، ریجنل کونسلرز اور جماعت احمدیہ کے معززین نے اِس خوبصورت تقریب میں حصہ لیا۔ شہر "وان" کی میئر عزت مآب لنڈا جیکسن نے اپنی افتتاحی تقریب میں خطاب کیا۔ اِس کے بعد آپ نے انتہائی خوشی اور مسرت کے جذبات سے پارک کا تحفہ شہریوں کے حوالہ کیا۔ میئر کے خطاب کے بعد اس حلقہ کے وارڈ نمبر 1 کے کونسلر جناب پیٹر میفی (Peter Meffe) نے اپنے محبت بھرے جذبات کا اظہار کیا۔ کونسلر کی تقریر کے بعد ریجنل کونسلر جناب ماریو فیری (Mario Ferri) نے بھی پر جوش خطاب کیا۔ جماعت احمدیہ کینیڈا کی نمائندگی کرتے ہوئے مکرم ڈاکٹر سید محمد اسلم داؤد صاحب جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ کینیڈا نے وان شہر کی بلدیہ کا شکریہ ادا کیا۔ آپ نے کہا کہ جماعت احمدیہ عالمگیر امن و سلامتی کی علمبردار ہے اور ہمیں اِس بات پر فخر ہے کہ اِس پارک کا نام جماعت احمدیہ کے نام پر رکھا گیا ہے۔

احمدیہ پارک کے افتتاح کے موقع پر روایتی ربن کاٹنے کی تقریب کے بعد بچوں اور بڑوں میں شہر وان کی طرف سے آئس کریم پیش کی گئی۔ یہ شام احمدی حضرات کے لئے نہایت خوشی اور مسرت کی شام تھی۔ رات کے وقت کینیڈین ٹیلی ویژن پر خبروں کی نشریات کے دوران احمدیہ پارک کے افتتاح کی تقریب کا تذکرہ کیا گیا اور اس کی چند جھلکیاں دکھائی گئیں۔ **(رپورٹ: محمد اکرم یوسف، نمائندہ خصوصی)**

فہرست نماز جنازہ حاضر و غائب

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے بتاریخ ۷ رنومبر ۲۰۰۷ء قبل نماز ظہر بمقام مسجد فضل لندن درجہ ذیل تفصیل سے مرحومین کی نماز جنازہ پڑھائیں۔

نماز جنازہ حاضر: مکرم فضل احمد ججہ صاحب آف لندن ۵ رنومبر ۲۰۰۷ء کو طویل علالت کے بعد ۶۵ سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم کا تعلق ضلع رحیم یار خان سے تھا۔ جہاں آپ اپنے گاؤں کی جماعت کے ۱۵ سال تک صدر رہے۔ بہت مخلص اور فدائی احمدی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ تین بیٹیاں اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

نماز جنازہ غائب: ۱-مکرم شاہدہ نعیم صاحبہ اہلیہ مکرم نعیم احمد صاحب شاہد مربی سلسلہ دعوت الی اللہ ربوہ ۱۸ر اکتوبر ۲۰۰۷ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ موصیہ تھیں۔ نیک، مخلص، احکام شریعت کی پابند اور سلسلہ کی خدمت کا خاص شوق رکھنے والی خاتون تھیں۔ گزشتہ دو سال سے اپنے محلہ دارالیمن وسطی حلقہ سلام میں بطور صدر لجنہ خدمت کی توفیق پارہی تھیں۔ پسماندگان میں میاں کے علاوہ ایک بیٹا اور ایک بیٹی یادگار چھوڑے ہیں۔

۲-مکرمہ کلثوم بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم چوہدری محمد شریف صاحب بندیچھ آف دارالیمن شرقی ربوہ ۱۹ر اگست ۲۰۰۷ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ سلسلہ کا درد رکھنے والی مخلص خاتون تھیں۔ اپنے ایک بیٹے کو خدمت سلسلہ کے لئے وقف کیا۔ موصیہ تھیں اور چندہ جات کی باقاعدہ ادائیگی کرتی تھیں۔ آپ کے واقف زندگی بیٹے کا نام محمد حنیف شاہد ہے جو بطور مربی سلسلہ خدمت کی توفیق پارہے ہیں۔

۳-مکرمہ فرحت سلیمہ اختر صاحبہ اہلیہ مکرم چوہدری احمد حیات صاحب مرحوم آف بیداد پور حال دارالیمن غربی حلقہ شکر ربوہ ۱۵ر اگست ۲۰۰۷ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ نہایت نیک، ملنسار، دعاگو اور تقویٰ شعار خاتون تھیں۔ جماعتی خدمت میں ہمیشہ پیش پیش رہتی تھیں۔ محلہ کے اکثر بچوں اور بچیوں نے ان سے قرآن کریم کی تعلیم حاصل کی۔ جب تک صحت رہی وہ یہ خدمت باقاعدگی سے بجالاتی رہیں۔ اسی طرح رمضان المبارک کے دوران آپ لجنہ میں قرآن کریم کا درس بھی دیا کرتی تھیں۔

۴-مکرم مظفر احمد صاحب آف سڈنی-آسٹریلیا ۲۰ر اکتوبر کو اپنے گھر کے احاطہ میں ایک ٹرک والے کی مدد کرتے ہوئے اپنے ہی ٹریکٹر کے نیچے آکر ۵۹ سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم سڈنی کے ابتدائی احمدیوں میں سے تھے۔ آپ کے دادا حضرت ڈاکٹر عبداللہ احمدی صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے۔ آپ لکڑی کا تعمیری کام جانتے تھے۔ آسٹریلیا کی مسجد بیت الہدیٰ میں آپ نے اپنے اس ہنر کی مدد سے کافی خدمت کی توفیق پائی۔ مرحوم انتہائی ہنس مکھ اور غریب پرور انسان تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹی اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

۵-مکرم بشیراں بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم سید محمد رفیق شاہ صاحب سابق نقشہ نویس صدر انجمن احمدیہ ربوہ ۲۷ر فروری ۲۰۰۷ء کو ۸۰ سال کی عمر میں جرمنی میں وفات پاگئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ آپ کی میت ربوہ لے جائی گئی اور نماز جنازہ کے بعد بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین ہوئی۔

بتاریخ ۲۴ رنومبر ۲۰۰۷ء

نماز جنازہ حاضر: عزیزہ سدرہ عامر بنت مکرم عمران احمد عامر برمنگھم ۱۶ رنومبر ۲۰۰۷ء کو تقریباً تین سال کی عمر میں بغیر کسی بیماری کے اچانک وفات پاگئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ بچی وقف نو کی مبارک تحریک میں شامل تھی۔ عزیزہ مکرم مسرور احمد صاحب طور آف نیشنل بنک ربوہ کی پوتی تھیں۔

نماز جنازہ غائب: (۱) مکرم برکت علی صاحب انعام درویش قادیان ۳۰ر مئی ۲۰۰۷ء کو امریکہ میں وفات پاگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم ان ابتدائی درویشوں میں سے تھے جنہوں نے ۱۹۴۷ء کے نامساعد حالات میں جواں مردی اور دلیری کے ساتھ قادیان میں رہتے ہوئے حفاظت مرکز کا فریضہ سرانجام دیا۔ آپ نے معاون ناظر اعلیٰ قادیان، نائب ناظر امور عامہ و محتسب اور ناظم جائیداد کے طور پر بھرپور خدمت کی توفیق پائی۔ مرحوم کو مختلف کھیلوں میں مہارت حاصل تھی اور بہت اچھے کھلاڑیوں میں شمار ہوتے تھے۔ کچھ عرصہ سے اپنے علاج کے سلسلہ میں بچوں کے پاس امریکہ میں رہائش پذیر تھے اور وہیں ان کی وفات ہوئی۔ مرحوم موصی تھے۔ تدفین بہشتی مقبرہ قادیان میں ہوئی۔

۲-مکرمہ اقبال ایاز صاحبہ اہلیہ مکرم ایاز احمد ایاز صاحب آف کینیڈا ۸ رنومبر ۲۰۰۷ء کو ۷۰ سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ لمبے عرصہ سے بعارضہ کینسر بیمار تھیں اور بڑے صبر سے بیماری کا مقابلہ کرتی رہیں۔ آپ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں میاں کے علاوہ دو بیٹیاں اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔

بتاریخ ۵ر دسمبر ۲۰۰۷ء قبل نماز ظہر

نماز جنازہ حاضر: مکرمہ قمر النساء صاحبہ اہلیہ مکرم اعجاز الرحمٰن صاحب کارکن حفاظت خاص لندن۔ ۳ر دسمبر ۲۰۰۷ء کو طویل علالت کے بعد بعارضہ کینسر ۲۴ سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ نہایت مخلص، باوفا، خدمت دین کا جذبہ رکھنے والی، انتہائی صابر اور شاکر نیک خاتون تھیں۔ ہالینڈ میں اپنے والدین کے گھر قیام کے دوران لجنہ میں مختلف عہدوں پر خدمت کی توفیق پائی۔ گزشتہ آٹھ ماہ سے کینسر جیسے موذی مرض میں مبتلا تھیں۔ بہت صبر اور حوصلہ سے اس بیماری کا مقابلہ کرتی رہیں اور آخر وقت تک کبھی بھی اللہ کی رحمت سے مایوس نہیں ہوئیں۔ پسماندگان میں والدین اور میاں کے علاوہ ۱۴ ماہ کی بچی یادگار چھوڑی ہے۔

نماز جنازہ غائب: (۱) مکرمہ فضیلت بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم ماسٹر نذیر احمد صاحب مرحوم آف ناصر آباد سندھ ۲۵ رنومبر کو ۶۳ سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ نمازوں کی پابندی کے علاوہ تہجد کا بھی التزام کرتیں اور جماعتی پروگراموں میں باقاعدگی کے ساتھ شامل ہوتی تھیں۔ نہایت نیک، غریب پرور اور خلافت سے بے انتہا عشق رکھنے والی خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین ہوئی۔

۲-مکرمہ سندس باجوہ صاحبہ بنت مکرم ظہیر احمد صاحب باجوہ نائب امیر یو ایس اے ۳۰ نومبر کو مختصر علالت کے بعد ۲۲ سال کی عمر میں واشنگٹن میں وفات پاگئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ وفات سے صرف ۱۳ دن پہلے ۱۷ رنومبر کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مسجد فضل لندن میں آپ کے نکاح کا اعلان فرمایا۔ ۲ر جنوری کو شادی کی تاریخ مقرر تھی کہ خالق حقیقی کے بلاوے پر اس کے حضور حاضر ہوگئیں۔ عزیزہ مرحومہ بہت خوبیوں کی مالک نیک فطرت بچی تھیں اور محترم چوہدری ظہور احمد صاحب باجوہ مرحوم (صدر-صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ) کی پوتی تھیں۔ آپ کی تدفین مقبرۃ السلام واشنگٹن میں عمل میں آئی۔

۳-مکرم نصیر احمد باجوہ صاحب ابن مکرم نصر اللہ باجوہ صاحب آف ربوہ ۱۰ رنومبر کو بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم ربوہ کے پرانے رہائشی تھے۔ خلفائے احمدیت سے بے پناہ عشق تھا۔ جلسہ سالانہ کے مبارک موقعوں پر آپ نے غیر معمولی خدمت کی توفیق پائی۔ مرحوم مکرم منیر احمد صاحب بسمل نائب ناظر اشاعت اور مکرم نذیر احمد صاحب خادم (ناظم انصار اللہ ضلع بہاولنگر) کے بہنوئی تھے۔

۴-مکرم چوہدری نذیر احمد صاحب سیکرٹری مال ضلع کراچی ۱۲ر مئی کو ۹۴ سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم نے ۴۶ سال تک کراچی جماعت میں مختلف عہدوں پر خدمت کی توفیق پائی۔ بطور سیکرٹری مال انکی خدمات کا عرصہ ۳۵ سال پر محیط ہے۔ ہمیشہ نہایت محنت، اخلاص اور جانفشانی سے خدمت پر کمر بستہ رہتے۔ مرحوم موصی تھے اور نہایت نیک اور خلافت سے بے انتہا عشق رکھنے والے بزرگ انسان تھے۔

۵-مکرمہ سیدہ خورشید جہاں صاحبہ اہلیہ مکرم وہاب صدیقی صاحب مرحوم ۳۰ جولائی کو ۸۰ سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ محترم حکیم سید عبدالہادی صاحب مرحوم کی بیٹی اور مکرم سید قمر الحق صاحب شہید سکھر کی بڑی بہن تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ سلسلہ کا درد رکھنے والی نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ پسماندگان میں چار بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرماتے ہوئے ان کے درجات کو بلند تر فرمائے اور لواحقین کا ان کے بعد خود نگہبان ہو۔ آمین

ارشاد نبویؐ
اَلصَّلٰوۃُ عِمَادُ الدِّیْن
(نماز دین کا ستون ہے)
طالب دعا: اراکین جماعت احمدیہ ممبئی

آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
16 مینگولین کلکتہ 70001
دکان: 2248-5222
2248-16522243-0794
رہائش:: 2237-0471, 2237-8468

M/S ALLIA EARTH MOVERS
(EARTH MOVING CONTRACTOR)
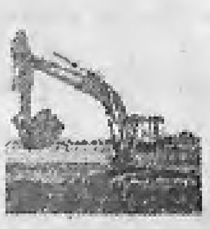
Volvo-290, 210, L&T Komatsu PC-300,200.
Tata Hitachi, Ex 200, Ex 70, JCB, Dozer, etc. on Hire basis
Kusambi, Sungra, Salipur, Cuttack - 754221
Tel.: 0671 - 2112266, Mob: 9437078266/ 9437032266/ 9438332026/943738063

J.K. Jewellers - Kashmir Jewellers
جے کے جیولرز - کشمیر جیولرز
چاندی اور سونے کی انگوٹھیاں خاص احمدی احباب کیلئے
Phone No (S) 01872 -224074
(M) 98147-58900
E-mail: jovrav-say@yahoo.co.in
اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ
Mfrs & Suppliers of :
Gold and Silver
Diamond Jewellery
Shivala Chowk Qadian (India)

وصایا :: منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر ہذا کو مطلع کرے۔ (سیکرٹری بہشتی مقبرہ)

وصیت 16757 :: میں زرینہ بیگم زوجہ ایس سہیل احمد قوم احمدی مسلم پیشہ خانہ داری عمر 30 سال پیدائشی احمدی ساکن مدورائی ڈاکخانہ آوانیا پورم ضلع مدورائی صوبہ تامل ناڈو بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ 06-9-8 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔ زیور طلائی کل ۲۹ گرام ۲۲ کیرٹ موجودہ ریٹ 24000 روپئے، حق مہر 7000 روپئے وصول شد۔ میرا گزارہ آمد از خورونوش ماہانہ 500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ وسیم احمد صدیق   الامۃ زرینہ بیگم   گواہ رفیق احمد مدراسی

وصیت 16758 :: میں اے محمد یوسف ولد اے ابوبکر قوم احمدی مسلم پیشہ ملازمت عمر 27 سال تاریخ بیعت 1998ء ساکن مدورائی ڈاکخانہ آوانیا پورم ضلع مدورائی صوبہ تامل ناڈو بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ 2006-9-8 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی اس وقت میری کوئی جائیداد منقولہ وغیر منقولہ نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہانہ 3180 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ وسیم احمد صدیق   العبد اے محمد یوسف   گواہ رفیق احمد مدراسی

وصیت 16759 :: میں نبیلہ تسنیم زوجہ تسنیم احمد بٹ قوم احمدی پیشہ خانہ داری عمر 25 سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ 06-7-24 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔ حق مہر 25000 روپئے۔ زیور طلائی ہار ایک عدد وزن 43.320 گرام 23 کیرٹ، ہار ایک عدد 25.260 گرام 23 کیرٹ، چار عدد انگوٹھیاں وزن 12.660 گرام 23 کیرٹ، ہار ایک عدد وزن 10 گرام 23 کیرٹ، ایک جوڑی ٹوپس وزن 5.330 گرام 22 کیرٹ، ایک جوڑی بالی وزن 0.780 گرام 22 کیرٹ، ایک نتھ وزن 2 گرام 23 کیرٹ، کل وزن طلائی زیور 99.350 گرام قیمت 83213 روپئے۔ زیور نقرئی ایک جوڑی پازیب وزن 31.730 گرام، ایک سیٹ وزن 35.080 گرام کل وزن 66.810 گرام قیمت 1169 روپئے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہانہ 500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ تسنیم احمد بٹ   الامۃ نبیلہ تسنیم   گواہ سید نصیر الدین

وصیت 16760 :: میں تسنیم احمد بٹ ولد مبارک احمد بٹ قوم احمدی پیشہ ملازمت عمر 28 سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ 06-9-2 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے۔ ایک پلاٹ جو ساڑھے پانچ مرلہ پر مشتمل ہے جو ہم تین بھائیوں میں مشترکہ ہے۔ زائد آمدنی معین نہیں ہے۔ پھر بھی سالانہ چھ ہزار روپئے کے قریب ہو جاتی ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہانہ 4500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ سید نصیر الدین احمد   العبد تسنیم احمد بٹ   گواہ قریشی انعام الحق

وصیت 16761 :: میں مجیب احمد بٹ ولد مبارک احمد بٹ قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر 30 سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ 06-9-15 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے۔ حلقہ مبارک قادیان میں ایک پلاٹ ہم تین بھائیوں میں مشترکہ ہے جو کہ ساڑھے پانچ مرلہ ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہانہ 3220 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ قریشی انعام الحق   العبد مجیب احمد بٹ   گواہ تسنیم احمد بٹ

وصیت 16762 :: میں حامد احمد ڈار ولد نعیم احمد ڈار قوم ڈار پیشہ طالب علم عمر 20 سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ 06-10-7 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے۔ لیل کلاں میں 12 مرلے زمین جس کی قیمت 60000 روپئے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہانہ 300 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی میری یہ وصیت 06-10-1 سے نافذ کی جائے۔

گواہ چوہدری محمد اکبر   العبد حامد احمد ڈار   گواہ نعیم احمد ڈار

وصیت 16763 :: میں شیخ صالح ولد شیخ رفیق قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر 30 سال پیدائشی احمدی ساکن کیرنگ ڈاکخانہ کیرنگ ضلع خوردہ صوبہ اڑیسہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ 2006-9-1 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی اس وقت میری کوئی جائیداد منقولہ وغیر منقولہ نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہانہ 2905 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ محمد انور احمد   العبد شیخ صالح   گواہ شریف احمد

وصیت 16764 :: میں صائمہ توفیق زوجہ توفیق احمد ملکانہ قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 29 سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ 2006-10-3 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔ حق مہر بذمہ خاوند 50000 روپئے۔ زیور طلائی سیٹ ایک عدد 31.070 گرام 23 کیرٹ، زیور طلائی سیٹ ایک عدد 32.900 گرام 23 کیرٹ، انگوٹھیاں 3 عدد 12.960 گرام، انگوٹھیاں 2 عدد 8.410 گرام 22 کیرٹ، کڑے 2 عدد 21.400 گرام 23 کیرٹ۔ کل وزن 106.740 گرام قیمت اندازاً 95800 روپئے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہانہ 500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ توفیق احمد ملکانہ   الامۃ صائمہ توفیق   گواہ محمد انور احمد

وصیت 16765 :: میں توفیق احمد ملکانہ ولد عزیز احمد صاحب ملکانہ قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر 35 سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ 2006-10-3 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی اس وقت میری کوئی جائیداد منقولہ وغیر منقولہ نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہانہ 4000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ محمد انور احمد   العبد توفیق احمد ملکانہ   گواہ محمد طاہر غالب

وصیت 16766 :: میں نصرت جہاں ڈی بنت ایم دیوان علی قوم مسلم تاریخ پیدائش 1986-5-20 پیدائشی حمدی ساکن شنکرن کوئل ڈاکخانہ شنکرن کوئل ضلع تردیل ویلی صوبہ تامل ناڈو بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج

مورخہ 06-7-17 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی اس وقت میری کوئی جائیداد منقولہ وغیر منقولہ نہیں ہے۔ اس وقت میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہانہ 300 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ بی جمال الدین　　الامۃ ڈی نصرت جہاں　　گواہ آر محمود احمد عبداللہ

وصیت 16767:: میں فرحان احمد ولد ذیشان احمد قوم احمدی پیشہ طالب علم عمر 19 سال پیدائشی احمدی ساکن چینئی ڈاکخانہ کوڈم بکّم ضلع چینئی صوبہ تامل ناڈو بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 2/8/06 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے ۔1995ء میں 12000 روپے کے U.T.I کے شیئرز خریدے تھے جس کی موجودہ قیمت 50000 روپے ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہانہ 1500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ سلطان احمد　　العبد فرحان احمد　　گواہ اے پی اے طارق احمد

وصیت 16768:: میں مبینہ فضل زوجہ فضل الرحمٰن فضل قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 28 سال تاریخ بیعت 1998ء ساکن چولائی میڈو ڈاکخانہ گل نگر ضلع مدراس صوبہ تامل ناڈو بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 2006-7-3 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔ زیور طلائی چین 5 عدد وزن 45.950 گرام، بالیاں 3 جوڑی 18.380 گرام، کنگن 7 عدد وزن 86.780 گرام، ہار 4 عدد وزن 205.840 گرام، انگوٹھی 5 عدد 12.220 گرام۔ کل وزن 369.170 گرام 22 کیرٹ۔ حق مہر زیورات میں شامل ہے جس کا وزن 181 گرام ہے۔ زمین 1800 مربع فٹ بمقام Preglatar ضلع کانچی پورم میں ہے۔ اس کی قیمت اندازاً 300000 روپے ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہانہ 2000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی میری یہ وصیت 2006-7-1 سے نافذ کی جائے۔

گواہ فضل الرحمٰن فضل　　الامۃ مبینہ فضل　　گواہ محمد انور احمد

وصیت 16769:: میں قیصر محمد ولد محمد رفیق مرحوم قوم احمدی مسلمان پیشہ تجارت عمر 58 سال پیدائشی احمدی ساکن چیک پیٹھ ڈاکخانہ چیک پیٹھ ضلع مدراس صوبہ تامل ناڈو بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 06-6-30 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے۔ مکان بمقام چیک پیٹھ مدراس 2000 مربع فٹ 5000000 روپے۔ پلاٹ 60X40 مربع فٹ سری پیر سجو رمدراس قیمت اندازاً 50000 روپے۔ میرا گزارہ آمد از تجارت ماہانہ 60000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ ایم بشارت احمد　　العبد قیصر محمد　　گواہ محمد انور احمد

وصیت 16770:: میں اے رحمت اللہ ولد ایس آر امان اللہ قوم احمدی مسلم پیشہ ملازمت عمر 50 سال تاریخ بیعت 1982ء ساکن اڈن گوڑی ڈاکخانہ اڈن گوڑی ضلع توتو کوڑی صوبہ تامل ناڈو بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 8/7/06 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے۔ ایک مکان 10.5 سینٹ پر ہے۔ اوڈن گڑی، 78 پورومنی ویسٹ اسٹریٹ۔ اس کی قیمت اندازاً تین لاکھ روپئے ہے۔ اس میں چار بھائی حصہ دار ہیں۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہانہ 1100 روپے ہے ۔میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ ایم اے احمد محی الدین　　العبد اے رحمت اللہ　　گواہ اے محمد رفیع

وصیت 16771:: میں ڈی شاہ جہاں ولد دستگیر این قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر 40 سال تاریخ بیعت 1990ء ساکن کوٹار ڈاکخانہ ناگر کول ضلع گنیا کماری صوبہ تامل ناڈو بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 06-7-10 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی اس وقت میری کوئی جائیداد منقولہ وغیر منقولہ نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہانہ 2970 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت ۔اس پر بھی حاوی ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ اے عبدالرحمٰن طاہر　　العبد ڈی شاہ جہاں　　گواہ محمد انور احمد

وصیت 16772:: میں اے بشیر احمد ولد ایس ایس حسن ابوبکر قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر 35 سال پیدائشی احمدی ساکن میلا پالیم ڈاکخانہ میلا پالیم ضلع تھرونیلویلی صوبہ تامل ناڈو بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 11/7/06 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی اس وقت میری کوئی جائیداد منقولہ وغیر منقولہ نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہانہ 2700 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ اے عبدالرحمٰن طاہر　　العبد اے بشیر احمد　　گواہ زیڈ.....

وصیت 16773:: میں وی اے محی الدین خواجہ ولد وی ایم عبداللہ قوم احمدی مسلمان پیشہ تجارت عمر 24 سال تاریخ بیعت 1998ء ساکن میلا پالیم ڈاکخانہ میلا پالیم ضلع تھرونیلویلی صوبہ تامل ناڈو بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 8/7/06 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از تجارت ماہانہ 8000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ اے عبدالرحمٰن طاہر　　العبد وی اے محی الدین خواجہ　　گواہ اے پی وائی عبدالقادر

محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں

خالص سونے کے زیورات کا مرکز

الفضل جیولرز
چوک یادگار حضرت اماں جان ربوہ
فون 047-6213649

الیس اللہ بکافٍ عبدہٗ

کاشف جیولرز
گولبازار ربوہ
047-6215747

نونیت جیولرز
NAVNEET JEWELLERS
Manufacturers of All Kinds of Gold and Silver Ornaments
الیس اللہ بکافٍ عبدہٗ
الیس اللہ بکافٍ عبدہٗ کی دیدہ زیب انگوٹھیاں اور لاکٹ وغیرہ
احمدی احباب کیلئے خاص
خالص سونے اور چاندی کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
Main Bazar Qadian (Gsp) Punjab (Ph. 01872-220489, (R) 220233

شریف جیولرز ربوہ
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
پروپرائیٹر حنیف احمد کامران۔ حاجی شریف احمد ربوہ
00-92-476214750 فون ریلوے روڈ
00-92-476212515 فون اقصیٰ روڈ ربوہ پاکستان

امریکہ میں سال 2006ء میں 53افراد کوقتل کے جُرم میں پھانسی دی گئی

(1) چین میں قتل کے علاوہ معاشی جرائم، اسمگلنگ، ٹیکس کی عدم ادائیگی اور رشوت لینے کے جرم میں ایک وزیر سمیت ایک ہزار دس افراد کو پھانسی کی سزادی گئی۔ (2) ایران میں نشہ آور اشیاء کی اسمگلنگ سرکاری اسلحے کی چوری اور حکومت کے خلاف کسی بھی اقدام کی سزا کے جُرم میں ایک ہزار سات سو اکتیس افراد کو تختۂ دار پر لٹکایا گیا۔ (3) پاکستان میں قتل، چوری، اسلحے کی تجارت، بچوں کی اسمگلنگ اور اُن سے زیادتی جیسے جرائم کے سلسلے میں بیاسی افراد کو پھانسی دی گئی۔ (4) عراق میں قتل، اغوا، نشہ کرنا اور ملکی دفاع کو نقصان پہنچانا جیسے سنگین جرائم کے سلسلے میں سابق صدر صدام حسین سمیت پینسٹھ افراد کو سزائے موت دی گئی۔ (5) امریکہ میں 53افراد کو قتل کے جُرم میں پھانسی دی گئی۔

ایچ آئی .وِی متاثرین- اعدادوشمار

اقوام متحدہ کا کہنا ہے کہ دُنیا میں ایچ آئی وی سے متاثر افراد کی تعداد 33 ملین ہے نہ کہ 40 ملین جیسا کہ پہلے اندازہ تھا۔ 2007ء کے اعدادوشمار میں کمی، بنیادی طور پر ہندوستان میں ایچ آئی وی سے متاثرہ افراد کے ترمیم شدہ تخمینوں کی عکاسی کرتی ہے ساتھ ہی ایچ آئی وی کے نئے معاملات اور ایڈز کے مریضوں کی موت کی شرح میں بھی کمی آئی ہے لیکن اس کے باوجود ہر روز چھ ہزار آٹھ سو (۶۸۰۰) نئے مریضوں کی تشخیص ہوتی ہے اور پانچ ہزار سات سو (۵۷۰۰) اموات ہوتی ہیں۔ ایچ آئی وی کے سب سے زیادہ مریض افریقہ میں ہیں اور ایشیا کے بعض علاقوں میں اس مرض کے پھیلنے کی رفتار سب سے تیز ہے۔ افریقہ میں اب سترہ لاکھ افراد سالانہ ایچ آئی وی کا شکار ہورہے ہیں۔ گزشتہ برسوں کے مقابلے میں زیادہ ہے۔ بلاشبہ ایڈز کی روک تھام کے لئے کی جانے والی کوششوں کا اب فائدہ نظر آنے لگا ہے لیکن دُنیا بھر میں اس مرض کا اثر کم کرنے کے لئے ابھی بہت کچھ کیا جانا باقی ہے۔

عراقیوں کی 43 فیصد سے زیادہ آبادی انتہائی غریبی اور کسمپرسی کی حالت میں زندگی گزار رہی ہے

شمالی عراق کے صوبوں سے ایک لاکھ سات ہزار افراد اپنے گھربار چھوڑ چکے ہیں۔ ☆ عراقیوں کی 43فیصد سے زیادہ آبادی انتہائی غریبی اور کسمپرسی کی حالت میں زندگی گزار رہی ہے۔ ان کی آمدنی یومیہ ایک ڈالر سے بھی کم ہوگئی ہے۔ ☆عراقی ریڈ کریسنٹ کی رپورٹ کے مطابق عراق کے اندر ۲۰۰۶ اور ۲۰۰۷ء کے ماہِ ستمبر کے اختتام تک بے گھر ہونے والوں کی تعداد 20لاکھ 30 ہزار تک پہنچ گئی ہے۔ ☆اقوام متحدہ کے پناہ گزین کے دفتر کے مطابق صرف شمالی عراق میں 8لاکھ پناہ گزین ہیں ☆امدادی کارکنوں کا دعویٰ ہے کہ اب تک 40لاکھ 20 ہزار افراد اپنا گھر چھوڑ چکے ہیں۔ ☆ کارکنوں کا یہ بھی دعویٰ ہے کہ 20لاکھ عراقی بھاگ کر بیرونِ ملک چلے گئے ہیں۔ ☆عراقی ریڈ کریسنٹ کی رپورٹ کے مطابق بے گھر ہونے والے عراقیوں کو حفظان صحت کا فقدان ہے۔ ان کی اتنی بھی صلاحیت نہیں ہے کہ وہ اپنے بچوں کو اسکول بھیج سکیں۔ وہ ایسے مقامات پر رہتے ہیں جہاں پانی بجلی اور صفائی ستھرائی کا کوئی معقول انتظام نہیں ہے۔

پاکستان میں سال 2007ء میں 54 خودکش دھماکے ہوئے

سال 2007 کے دوران پاکستان میں 54 خودکش دھماکے ہوئے جن میں پاکستان پیپلز پارٹی کی چیئر پرسن بے نظیر بھٹو، سیکورٹی فورسز کے اہلکاروں اور شہریوں سمیت کل 648افراد جاں بحق ہوئے جبکہ 1462 افراد زخمی ہوگئے۔ 21 خودکش حملوں میں بارود کی بھری ہوئی گاڑیاں سیکورٹی فورسز کے کانوائں اور عسکری تنصیبات کے خلاف استعمال کی گئیں۔ 10 حملوں میں پولیس کو ٹارگٹ بنایا گیا۔ 13 حملے فوجی کانوائں اور عسکری تنصیبات پر ہوئے۔ سب سے زیادہ حملے صوبہ سرحد میں ہوئے جن کی تعداد 26 ہے۔

سائنس دانوں نے دوسرے سیاروں پر جانداروں کے وجود کو تسلیم کیا

اسپین کے انسٹی ٹیوٹ اسٹوفسکا ڈل کیناریاس اور فلوریڈا یونیورسٹی کے خلائی سائنس دانوں نے اپنی ایک تحقیق میں کہا ہے کہ بہت ممکن ہے کہ دوسرے سیارچوں کے جاندار (ایلین) زمین پر انسانوں کی تکنیکی ترقی اور اس کے استعمال کو نہایت دلچسپی سے دیکھ رہے ہوں۔ سائنس دانوں نے اپنی تحقیق میں پایا کہ دوسرے سیارے کے جاندار شاید یہ جانتے ہیں کہ زمین کی سطح برِّاعظم اور سمندر میں منقسم ہے اور یہ کہ یہ جاندار شاید ہمارے موسم کے نظام سے بھی واقف ہیں روزنامہ ٹیلی گراف نے میسچوشٹس انسٹی ٹیوٹ آف ٹیکنالوجی کی سائنس دان سارا اسیگیٹ کے حوالے سے کہا کہ بہت ممکن ہے کہ کوئی ہمیں اس پل بھی دیکھ رہا ہو اور وہ زمین کے چکر لگانے کی رفتار اور دن کی طوالت سے بھی واقف ہو۔ سائنس دانوں نے اس موضوع پر عمیق مطالعہ کیا ہے کہ زمین اور دیگر سیاروں کے جاندار نہایت طاقتور دُوربین سے کسی دوسرے سیارے کی پوزیشن کا اندازہ کس طرح لگا سکتے ہیں۔ خیال کیا جاتا ہے کہ ایلین یعنی سیاروں کے جانداروں کے پاس یہاں کے سائنس دانوں سے کہیں زیادہ طاقتور دُوربین موجود ہیں۔ سائنس دانوں کا خیال ہے کہ دوسرے سیارے کے جاندار زمین کے ۲۴ گھنٹے کے چکر میں لگنے والا وقت جان چکے ہیں اور اسے سمندروں اور عام زندگیوں میں آنے والی تبدیلی کا بھی پتہ لگ چکا ہے۔ گرچیکہ کہیں بھی دوسرے سیارے کے جاندار (ایلین) کے دیکھے جانے کے شواہد نہیں ملے ہیں تاہم سائنسدانوں نے پہلی بار دوسرے سیاروں کے جانداروں اور ان کی تکنیکی ترقی کا اعتراف کیا ہے۔

☆☆☆

بقیہ اداریہ از صفحہ نمبر:2

شِيَعًا وَّيُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَأْسَ بَعْضٍ اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَفْقَهُوْنَ (الانعام:66)

تو کہہ دے کہ وہ قادر ہے کہ تم پر تمہارے اوپر سے عذاب بھیجے یا تمہارے قدموں کے نیچے سے یا تمہیں شکوک میں مبتلا کر کے گروہوں میں بانٹ دے اور تم میں سے بعض کو بعض دوسروں کی طرف سے عذاب کا مزہ چکھائے۔ دیکھ کس طرح ہم نشانات پھیر پھیر کر بیان کرتے ہیں تاکہ وہ کسی طرح سمجھ جائیں۔

امام الزمان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:-

''وہ دن نزدیک ہیں بلکہ میں دیکھتا ہوں کہ دروازے پر ہیں کہ دُنیا ایک قیامت کا نظارہ دیکھے گی۔ اور نہ صرف زلزلے بلکہ اَور بھی ڈرانے والی آفتیں ظاہر ہونگی کچھ آسمان سے اور کچھ زمین سے یہ اس لئے کہ نوعِ انسان نے اپنے خدا کی پرستش چھوڑ دی اور تمام دل اور تمام ہمت اور تمام خیالات سے دُنیا پر ہی گر گئے ہیں۔ اگر مَیں نہ آیا ہوتا تو ان بلاؤں میں کچھ تاخیر ہو جاتی پر میرے آنے کے ساتھ خدا کے غضب کے وہ مخفی ارادے جو ایک بڑی مدت سے مخفی تھے ظاہر ہو گئے۔ جیسا کہ خدا نے فرمایا وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا ۔ اور توبہ کرنے والے امان پائینگے اور وہ جو بلا سے پہلے ڈرتے ہیں ان پر رحم کیا جائے گا۔'' (حقیقۃ الوحی، صفحہ:53-252)

ان دنوں پاکستان اور ریجن کے دوسرے علاقوں نہایت تشویش کے ساتھ یہ بحث زور پکڑ چکی ہے کہ کس طرح ان دہشت گرد حملوں سے چھٹکارا حاصل کیا جاسکتا ہے۔

آئندہ گفتگو میں ہم ان حملوں سے چھٹکارا حاصل کرنے کی حقیقی صورت اپنے قارئین کی خدمت میں پیش کریں گے۔ (منیر احمد خادم)

طلباء کے لئے مفید معلومات:

پیٹرولیم انجینئر نگ میں کیریئر

بیچلر آف انجینئر نگ (بی.ای) کے لئے بہت سے برانچیز ہیں جس میں اکثر طلبہ و طالبات کمپیوٹر انجینئر نگ، الیکٹرانکس، الیکٹرانکس اینڈ ٹیلی کمیونیکیشن، کمپیوٹر ٹیکنالوجی، انفارمیشن ٹیکنالوجی، میکانیکل، سول جیسی برانچیز کو ترجیح دیتے ہیں جبکہ اس کے علاوہ ایسے بہت سے شعبے ہیں جن کی تفصیلات ڈائریکٹر آف ٹیکنیکل ایجوکیشن (ڈی.ٹی.ای) کے ویب سائٹ www.dte.wrg.in پر موجود ہیں۔ وہ طلبہ و طالبات جو بی.ای کرنے کے خواہش مند ہیں اس ویب سائٹ سے ضرور استفادہ کریں کیونکہ ایم ایچ سی ای ٹی کے رزلٹ کے بعد بی ای کے لئے پریفرنس فارم کا طریقہ کار آن لائن ہوگا۔ لہٰذا طلبہ و طالبات اور والدین اس کے متعلق پیشگی معلومات حاصل کریں تاکہ بعد میں آسانی ہو۔ انجینئر نگ کے کچھ شعبے ایسے ہیں جن میں اکثر بہت کم طلبہ داخل ہوتے ہیں ان میں سے ایک پیٹرولیم انجینئر نگ ہے جب کہ ایسے شعبوں میں انجینئر نگ کے بعد کافی مواقع ہوتے ہیں۔

کورس کی میعاد : چارسالہ فُل ٹائم کورس۔ **تعلیمی لیاقت** : بارہویں سائنس کامیاب ۵۰ فیصد کے ساتھ فزکس، کیمس اور میتھس میں۔ بارہویں جماعت میں کامیابی پہلے ہی اٹیمپ میں ہونا ضروری ہے۔ **کورس میں کیا سکھایا جاتا ھے ؟**: پیٹرولیم انجینئر نگ کے نصاب میں درج ذیل عنوانات شامل ہوتے ہیں۔ ☆ جیولوجی ڈریلنگ ☆ رزروائر انجینئر نگ ☆ پروڈکشن ☆نقل وحمل کے ذرائع ☆ قدرتی گیس انجینئر نگ ☆ ماحولیاتی اور حفاظتی انتظامات۔ یہ کورس آل انڈیا کاؤنسل آف ٹیکنیکل ایجوکیشن سے منظور شدہ ہے۔ **تعلیمی ادارے** : مہاراشٹر انسٹی ٹیوٹ آف ٹیکنالوجی (ایم آئی ٹی) ایس نمبر ۱۲۴، پوڑ روڈ، کوتھرود، پونے، انڈیا، ۴۱۱۰۳۸۔ اس کے علاوہ ملک میں اَور بھی ادارے ہیں۔ ☆☆

EDITOR
MUNEER AHMAD KHADIM
Tel.Fax:(0091)1872-220757
Tel.Fax:(0091)1872-221702
Tel. (0091)1872-220814
badrqadian@rediffmail.com

REGISTERED WITH THE REGISTRAT OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT No. RN61/57

ہفت روزہ
بدر قادیان

Weekly BADR Qadian
Qadian 143516 Dt.Gurdaspur (Pb.) INDIA

Vol. 57 | Thursday | 17th January 2008 | Issue No. 3

SUBSCRIPTION
ANNUAL : Rs. 300/-
By Air 20Pounds or40 U.S.$
30 Euro
By Sea 10 Pounds or 20 U.S.$

قرآن مجید کی حفاظت کے سامان اللہ تعالیٰ نے پہلے دن سے ہی فرمادیئے تھے اب کوئی مشرکانہ تعلیم داخل ہوکر اس میں فساد برپا نہیں کرسکتی

یہ وہ پاک کلام ہے جس کی جڑیں نہایت مضبوطی سے گہرائی تک ہیں اور جس کی شاخیں آسمان تک ہیں اور جو اپنے روحانی پھل تازہ بتازہ ہر زمانے میں دیتا ہے۔ لیکن ضروری ہے کہ زمانے کے مامور کے دامن کو تھاما جائے تاکہ اس پاک کلام کے فیض کو مکمل طور پر حاصل کیا جاسکے

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 11رجنوری 2008 بمقام مسجد بیت الفتوح لندن

تشہد وتعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے ند سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین ایدہ اللہ خالیٰ بنصرہ العزیز نے درج ذیل آیتِ قرآنی کی لاوت فرمائی:

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ تْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ الْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ حَكِيْمُ ○ (بقرہ:130)

ترجمہ: اے ہمارے ربّ تو اُن میں اُنہی ں سے ایک عظیم رسول مبعوث کر جو اُن پر تیری یات کی تلاوت کرے اور اُنہیں کتاب کی تعلیم ے اور اُس کی حکمت بھی سکھائے اور ان کا تزکیہ می کردے یقیناً تو ہی کامل غلبہ والا اور حکمت والا ہے۔

پھر فرمایا: اس آیت میں بیان فرمودہ چار زیں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے گی تھیں کہ جب وہ عظیم رسول مبعوث ہو تو ان کو ان ار امور کے ساتھ مبعوث کرنا جس میں ایک یہ ہے: لُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ یعنی وہ تیری آیتیں اُن کو ھ کر سُنائے، دوسرے يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ یعنی وہ ن کو کتاب سکھائے، اور تیسرے وَالْحِكْمَةَ یعنی ن کو حکمت سکھائے اور چوتھے وَيُزَكِّيْهِمْ یعنی وہ ن کو پاک کرے۔

جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ وہ عظیم ول تلاوت کرے گا تو اس کا مطلب صرف پڑھ کر انا نہیں ہوگا بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ موجودہ ر میں بھی اور آئندہ تا قیامت یہ اس عظیم کتاب کی لیم کو دُنیا میں پھیلانے والا ہوگا۔ معلوم ہوتا ہے کہ ضرت ابراہیم علیہ السلام کو بھی یہ علم ہو چکا تھا کہ اس ما کے نتیجہ میں ایسا رسول مبعوث ہوگا جس کی تعلیم مت تک دُنیا میں جاری و ساری رہے گی۔ اسی ۓ اس کی تعلیم کو "الکتاب" کہہ کر پکارا ہے۔ ی وہ تحریر جو قیامت تک رہے گی اور جس کا ایک شہ بھی اِدھر اُدھر نہیں ہوگا۔ چنانچہ آج صرف قرآن ہی اس طرح لکھی ہوئی صورت میں موجود ہے کہ جسے ایک تو اللہ نے حُفّاظ کے ذریعہ بھی محفوظ فرمادیا ہے جو ان کے دل و دماغ پر نقش ہے اور دوسرے اس لکھی ہوئی تحریر کی حفاظت کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ۔(المائدہ:۴) یعنی آج کے دن میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کردیا اور تم پر میں نے اپنی نعمت تمام کردی ہے اور مَیں نے اسلام کو تمہارے لئے دین کے طور پر پسند کرلیا ہے۔

فرمایا: پس یہ اعلان ہے جو قرآن میں فرمایا گیا ہے۔ یہ جہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قبولیت دُعا کا اعلان ہے وہاں اس بات کا بھی اعلان ہے کہ عظیم رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر تمام نعمتیں پوری ہوگئی ہیں۔ اسی طرح قرآن مجید کی حفاظت کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ (الحجر:۱۰) یعنی ہم نے ہی یہ ذکر اُتارا ہے اور یقیناً ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

اس کی حفاظت کے سامان اللہ تعالیٰ نے پہلے دن سے ہی فرمادیئے تھے اب کوئی مشرکانہ تعلیم اس میں داخل ہوکر اس میں فساد برپا نہیں کرسکتی۔ پس ایک تو یہ کتاب کامل ہے جو ہر طرح کے علم کا احاطہ کئے ہوئے ہے اور دوسرے اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت کی ذمہ داری خود لی ہوئی ہے۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے بصیرت افروز خطاب کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا: اگرچہ فی زمانہ دجال نے یہ چال چلی ہے کہ قرآن مجید میں اپنی طرف سے مداخلت کرے اور جیسا کہ معلوم ہوا ہے انہوں نے ایک کتاب "فرقان الحق" کے نام سے شائع کی ہے لیکن پہلی ہی آیت میں توحید کے ساتھ تثلیث کو ملا کر ایسی بے وقوفانہ حرکت کی ہے کہ فوراً پتہ لگ جاتا ہے کہ یہ کتاب قرآن مجید نہیں ہے۔ اس کے علاوہ تحریف کی ایک شکل یہ بھی ہوئی ہے کہ مسلمانوں کا ایک گروپ کھڑا ہوگیا ہے جو چاہتا ہے کہ قرآن مجید سے جنگ و جہاد کی آیات کو نکال دیا جائے یہ مسلمانوں نے عیسائیوں سے مداہنہ کیا ہے لیکن دجالیت چاہے مسلمانوں کی طرف سے ہو یا عیسائیوں کی طرف سے، قرآن مجید کے خلاف ان کی دجالیت کبھی کامیاب نہیں ہوسکتی۔ دجل کی بجائے قرآن مجید کی پاک تعلیم پر غور کریں اور اُس کے ذریعہ غور کریں جس کو خدا تعالیٰ نے اس زمانے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق کے طور پر مبعوث فرمایا ہے تب جا کر اُن کو قرآن مجید کے صحیح معانی کی سمجھ آئے گی کیونکہ قرآن مجید کے صحیح معانی کی سمجھ کے لئے اور اس کا فہم و ادراک حاصل کرنے کے لئے بھی الہام الٰہی کی ضرورت ہے۔ جہاں تک قرآن مجید کے چودہ سو سال سے اپنی اصل حالت میں قائم رہنے کا سوال ہے تو اکثر مستشرقین نے باوجود اسلام کے مخالف ہونے کے اس بارے میں برملا لکھا ہے کہ آج بھی قرآن مجید ویسی ہی محفوظ حالت میں ہے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تھا۔

فرمایا: کتاب کے ایک معنی جمع کرنے والی چیز کے بھی ہیں چنانچہ یہ وہ کتاب ہے جس میں تمام قسم کی تعلیمات جمع ہوگئی ہیں چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

غور کرنا چاہئے کہ کس لطافت اور خوبی سے خدا تعالیٰ نے وسوسہ مذکور کا جواب دیا ہے (وسوسہ مذکور سے مراد یہ وسوسہ ہے کہ اگر کامل معرفت قرآن پر ہی موقوف ہے تو پھر خدا نے اس کو تمام ملکوں میں اور تمام قوموں میں کیوں شائع نہ کیا اور کیوں کروڑہا مخلوق کو اپنی معرفت کاملہ اور اعتقاد صحیح سے محروم رکھا) اوّل قرآن شریف کے نزول کی علت فاعلی بیان کی اور اس کی عظمت اور بزرگی کی طرف اشارہ فرمایا اور کہا الٓمّٓ میں خدا ہوں جو سب سے زیادہ جانتا ہوں یعنی نازل کنندہ اس کتاب کا میں ہوں، جو عظیم اور حکیم ہوں، جس کے علم کے برابر کسی کا علم نہیں۔ بعد اس کے علت مادی قرآن کے بیان فرمائی اور اس کی عظمت کی طرف اشارہ فرمایا اور کہا ذٰلِكَ الْكِتٰبُ وہ کتاب ہے یعنی ایسی عظیم الشان اور عالی مرتبت کتاب ہے جس کی علت مادی علم الٰہی ہے پھر بعد اس کے علت صوری کا قابل تعریف ہونا ظاہر فرمایا اور کہا لَا رَيْبَ فِيْهِ یعنی قرآن اپنی ذات میں ایسی صورت مدلل اور معقول پر واقع ہے کہ کسی نوع کے شک کرنے کی اس میں گنجائش نہیں۔ یعنی وہ دوسری کتابوں کی طرح بطور کتھا اور کہانی کے نہیں بلکہ یقینی اور قطعی دلائل پر مشتمل ہے۔ اور چوتھی علت یہ بیان فرمائی کہ کس عظیم الشان مقصد کے لئے اس کو اُتارا گیا ہے فرمایا هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ یعنی یہ کتاب صرف ان جواہر قابلہ کی ہدایت کے لئے نازل کی گئی ہے جو بوجہ پاک باطنی و عقل سلیم و فہم مستقیم و شوق طلب حق و نیت صحیح انجام کار درجہ ایمان و خداشناسی و تقویٰ کامل پر پہنچ جائیں گے و بالآخر اس کتاب سے ہدایت پاجائیں گے۔ غرض متقی ہی ہدایت قرآنی سے نفع حاصل کرسکتے ہیں لیکن جو لوگ متقی نہیں ہیں نہ وہ ہدایت قرآنی سے کچھ نفع اٹھاتے ہیں نہ یہ ضرور ہے کہ خواہ نخواہ ہدایت ان تک پہنچ جائے۔

پس اس تعلیم کو سمجھنے کے لئے تقویٰ کی ضرورت ہے۔ دجالی طاقتیں خود ہی اپنے بدانجامی کو دیکھ لیں گی یہ وہ پاک کلام ہے جس کی جڑیں نہایت مضبوطی سے گہرائی تک ہیں اور جس کی شاخیں آسمان تک ہیں اور جو اپنے روحانی پھل تازہ بتازہ ہر زمانے میں دیتا ہے۔ لیکن ضروری ہے کہ زمانے کے مامور کے دامن کو تھاما جائے تاکہ اس پاک کلام کے فیض کو مکمل طور پر حاصل کیا جاسکے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کتاب کو سمجھنے اور اس کی تعلیمات کو اپنی زندگیوں پر لاگو کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ۞